قربانی کی روح

اگر ہم ایک جانور کے ذبح کر دینے سے یہ کہتے ہیں کہ سنت ابراہیمی کی یادگار منانے میں ہم کامیاب ہوگئے ہیں تو معاف فرمائیں کہ یہ قربانی کا بڑا ہی عامیانہ سطحی تصور ہوگا ذرا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قربانیوں پر نظر ڈالو اور دیکھو تو حید رب العالمین کی خاطر کیسے کیسے رشتوں کو توڑ کر اور قربانی کی کیسی کیسی نادر روزگار مثالیں قائم کر کے مقام خلت پر یک وتنہا نظر آتے ہیں، رشتۂ پدری کی قربانی، قوم و برادری کی قربانی، قومی معبودوں کی قربانی، جان کی قربانی، ایثار وقربانی کے اس تسلسل پر غور کرو اور دیکھو کہ ان تمام علائق کو جو انسان پنے ساتھ رکھتا ہے کوئی علاقہ ایسا ہے کہ حنیف کامل اور موحد اعظم نے اللہ کے رضا کے حصول کے لئے نہ توڑ دیا ہو۔

علامہ سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ

اکتوبر ۲۰۱۲ء / ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا ماہانہ دعوتی، تربیتی واصلاحی
اجتماع
ان شاء اللہ
بتاریخ
۴ر نومبر ۲۰۱۲ء
بروز اتوار صبح
۳۰:۱۰ر بجے
تا نماز مغرب
بمقام
مسجد دار السلام
(اہل حدیث)
راجا پورکر کالونی
ادھیم نگر۔ رتناگری
صدارت
فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ
(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)
نظامت
فضیلۃ الشیخ واحد الرحمٰن اثری حفظہ اللہ
(امام وخطیب مسجد اہل حدیث دار السلام رتناگری)
علماء کرام
فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (ممبئی)
فضیلۃ الشیخ عبد المعید مدنی حفظہ اللہ (مہسلہ)
فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ (ممبرا)
فضیلۃ الاخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ (پونہ)
فضیلۃ الشیخ اسلم جامعی حفظہ اللہ (کولہاپور)
عناوین اجتماع
توحید اور اس کے تقاضے • عظمت رسول اللہ ﷺ • عظمت صحابہؓ • اتحاد واتفاق • حقیقی قربانی
تمام برادران اسلام سے شرکت کی پُر خلوص درخواست ہے
اپیل کنندگان: اراکین صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی واراکین مسجد دار السلام اہل حدیث راجاپورکر کالونی - ادھیم نگر - رتناگری
رابطہ نمبر: 26520077 / 9960504020 / 08805480005 / 9892980489

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے

• ڈیزائن کمپوزنگ: رضی الرحمٰن محمدی

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

Office Subai Jamiat Ahlehadees Mumbai

14-15,Chunawala Compound, Opp.BEST Bus Depot,L.B.S. Marg,Kurla(w)Mumbai-70

email:ahlehadeesmumbai@hotmail.com

فون: 022-26520077 فیکس: 022-26520066

Printed By:Rose Art.8080429084

نگارشات

حلقۂ قرآن

[2]

سورۃ الاخلاص
(فضائل، خصوصیات اور فوائد)

● محمد عاطف سنابلی

سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنے والوں سے عرش والا محبت کرتا ہے

ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لشکر کا قائد بنا کر بھیجا، وہ صحابی جب صلوۃ ادا کراتے تو اپنی قرأت کا اختتام سورۂ اخلاص پر کرتے جب لشکر واپس آیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس معاملہ کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **سلوہ، لای شئی یصنع ذلك؟** یعنی اس سے پوچھ کہ وہ ایسا کیوں کرتا رہا؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: یہ سورہ رحمٰن رؤوف الرحیم کی صفات پر مشتمل ہے یعنی اللہ کی صفت بیان کرتی ہے لہٰذا میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں، (یہ بات سن کر) نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**اخبروہ ان اللہ یحبہ**" یعنی اسے اس بات سے آگاہ کردو کہ عرش والا رب بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ، رقم: ۶۸۲۷، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ احد رقم: ۱۳۴۷)

سورہ اخلاص کے ذریعہ تعوذ (پناہ مانگنا) اور اسے شفا کے لئے استعمال کرنا

خالص توحید اور اسماء صفات پر مبنی و مشتمل اس عظیم سورہ کی ایک امتیازی خصوصیت اور فضیلت وعظمت یہ بھی ہے کہ دم کرنے کے لئے اس سورہ کی تاثیر فی الواقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے اور ہمیں نام نہاد عاملوں کے بناوٹی چھومنتر سے بھی بے نیاز کرتی ہے ذیل احادیث ملاحظہ فرمایئے:

۱- ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر **قل ھو اللہ احد، قل اعوذبرب الفلق** اور **قل اعوذبرب الناس** (تین سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔

(رواہ البخاری، فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات رقم: ۵۰۱۷)

مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **یا عقبة بن عامر الا اعلمك خیر ثلاث سور انزلت فی التوراۃ والانجیل الزبور والفرقان العظیم**" اے عقبہ بن عامر! کیا تمہیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم کی تین

سب سے بہتر سورتیں نہ بتادوں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ مجھے آپ پر نثار کرے کیوں نہیں، چنانچہ نبی ﷺ نے مجھے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھائیں اور فرمایا: "**یا عقبة لاتنساهن ولاتبت ليلة حتى تقرأهن**" اے عقبہ! انہیں مت بھولنا اور کوئی رات ایسی نہ گزارنا جس میں یہ سورتیں نہ پڑھو، ایک مرتبہ عبداللہ بن سلیم سے آپ نے فرمایا: ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں۔

سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔

واضح رہے کہ اس سورہ (سورہ اخلاص) میں توحید کے جملہ پہلوؤں پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اس کا پڑھنے والا اعتقادی اور عملی دونوں طرح کے شرک سے اپنے آپ کو خالص کر لیتا ہے چونکہ نفی واثبات کے ساتھ اللہ کے اسماء وصفات اور توحید کا بنیادی ذکر ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سورہ کو تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے اور یہ چیز بے شمار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اور اس کی وجہ ہے کہ قرآن کریم بنیادی طور پر تین اساسی مقاصد، علوم اور عقائد پر مشتمل ہے۔

اولاً: علوم احکام وشرائع۔ ثانیا: انبیاء ورسل کے قصص وواقعات، وعدوعید، جنت اور جہنم کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔ ثالثا: علوم توحید جن کی معرفت بندے کے اوپر واجب ہے اور یہی سب سے اعظم اور اشرف وافضل ہے۔

اس سورہ میں چونکہ توحید کا جامع بیان ہے اس لئے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے۔

۱- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے ایک دوسرے صحابی (قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورۂ قل ھواللہ بار بار پڑھ رہے تھے، صبح ہوئی تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول رحمت ﷺ کی خدمت اطہر میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہوگا اسے معمولی تصور کیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "**والذی نفسی بیده انها لتعدل ثلث القرآن**" اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل ھواللہ احد، رقم: ۵۰۱۳)

۲- ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"**ایعجز احدکم ان یقرأ فی لیلة ثلث القرآن؟ قالوا: کیف یقرأ ثلث القرآن؟ قال: قل هو الله احد یعدل ثلث القرآن**" کیا تمہارے لئے ممکن نہیں کہ روزانہ رات کے وقت ایک تہائی قرآن پڑھ لیا کرو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کوئی تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورہ اخلاص "**قل هو الله احد**" (پڑھ لیا کرو) یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

[رواہ مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ احد]

.................(جاری)

حلقۂ حدیث

قربانی خالص اللہ کے لئے ہو

● عبدالجبار انعام اللہ سلفی

"عن علی رضی الله عنه قال حدثنی رسول الله ﷺ بأربع كلمات: لعن الله من ذبح لغير الله، لعن الله من لعن والديه، لعن الله من آوی محدثا. لعن الله من غير منار الارض" (صحیح مسلم، حدیث ۱۹۷۸)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چار باتیں ارشاد فرمائیں۔ جو شخص غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت۔ جو شخص اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت۔ جو شخص محدث (بدعتی) کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت۔ اور جو شخص زمین کے نشانات کو مٹائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔

راویٔ حدیث: حدیث کے راوی امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی قرشی ہیں۔ کنیت ابو تراب اور ابوالحسن تھی۔ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ کے شوہر نامدار تھے۔ سابقین اولین صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان دس خوش نصیب صحابۂ عظام میں سے ایک تھے جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی، بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ چوتھے خلیفۂ راشد تھے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں خلیفہ اور مسلمانوں کے امیر منتخب کئے گئے، ۴ر سال ۹ر ماہ اور کچھ ایام تک خلافت کا فریضہ انجام دینے کے بعد ۱۷ر رمضان ۴۰ھ بروز جمعہ بوقت صبح تریسٹھ سال کی عمر میں عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں کوفہ کی جامع مسجد میں شہید کردیئے گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ صحابہ وتابعین کی ایک کثیر تعداد نے ان سے احادیث روایت کی ہے۔ ان سے پانچ سو چھیاسی (۵۸۶) احادیث مروی ہیں۔ بیس احادیث متفق علیہ ہیں اور ۹ر کی تخریج میں امام بخاری اور ۱۵ کی تخریج میں امام مسلم منفرد ہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح ۱/۱۶۸-۱۶۹)

تشریح: مذکورہ بالا حدیث کے اندر نبی کریم ﷺ نے چار لوگوں پر لعنت بھیجی ہے اور جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات لعنت بھیجے اس سے بڑا بدبخت اور خائب وخاسر کوئی نہیں ہے۔

۱- جو شخص غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ کیونکہ جملہ بدنی اور مالی عبادات میں قربانی اور ذبیحہ بھی داخل ہے جس طرح دیگر عبادتیں خالص اللہ کے لئے ضروری اور لازم ہیں اسی طرح قربانی اور ذبیحہ بھی اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئے قرآن وحدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: ''کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔'' (الانعام: ۱۶۲)

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ کی ذات کے علاوہ کے لئے قربانی اور ذبیحہ کرتا ہے تو وہ شریعت کی نگاہ میں حرام کام کا

مرتکب ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ''تم پر مردہ اور (بہاہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔'' (بقرہ:۱۷۳) یہی بات سورہ انعام آیت ۱۴۵ اور سورہ نحل آیت ۱۱۵ کے اندر کہی گئی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر از البانی ۱۰۲۴/۲) بلکہ غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ وقربانی کی حرمت پر علماء کا اجماع منقول ہے بلکہ وہ مرتد ہوجائے گا۔ (تفسیر عزیزی ص ۶۱۱ بحوالہ اشرف الحواشی)

۲-وہ شخص بھی ملعون ہے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔

والدین مجازی خدا ہیں۔ اللہ کے بعد انہیں کا مقام ومرتبہ ہے اسی لئے اللہ نے متعدد جگہوں پر اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین ہی کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔'' (سورہ بنی اسرائیل:۲۳)

اور نبی کریم ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں جب کوئی شخص کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی جواب میں اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، (گویا اصل میں پہلے شخص نے اپنے ہی ماں باپ کو گالی دی)

۳-وہ شخص بھی ملعون ہے جو کسی محدث (بدعتی) کو پناہ دے۔

لفظ ''محدث'' دال کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، کسرہ پڑھنے کی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ''جس نے مجرم کی مدد کی اس کو جگہ دی اور اسے اس سے مقابلہ کرنے والے سے بچایا اور اس سے قصاص بھی لینے میں حائل ہوگیا وہ ملعون ہے۔

فتحہ پڑھنے کی صورت میں اس کا معنی ہوگا وہ کام جو خود بدعت ہو اور جگہ دینے سے مراد اس بدعت سے رضامندی اور اس پر صبر کرنا ہے کیونکہ جب وہ بدعت پر راضی ہوگیا اور اس کے باطل پر اقرار کیا اور انکار نہ کیا تو اس نے بدعت کو جگہ دی۔ (منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم ۳۱۳/۳، صفی الرحمن مبارکپوری)

۴-زمین کے نشانات مٹانے والا ملعون ہے۔

نشان کے لئے حدیث کے اندر لفظ ''منار'' استعمال ہوا ہے اور منار کہتے ہیں **"العلامة تجعل بين الحدين"** زمین کی حد بندی کے لئے جو نشان لگایا جاتا ہے اس کو منار کہتے ہیں۔ (منۃ المنعم ۳۳۱/۳)

گویا جو شخص دوسرے کی زمین ہتھیانے کے لئے نشانات کو مٹا دے اور آگے پیچھے کردے وہ اللہ کی لعنت کا شکار ہوتا ہے، اور اس کے متعلق بہت سخت وعید وارد ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دوسرے کی ایک بالشت زمین ناحق لے لیتا ہے قیامت کے دن سات زمینیں بصورت طوق اس کی گردن میں ڈال دی جائیں گی۔

یہ وہ چار افراد ہیں جو اللہ ورسول ﷺ کی نگاہ میں ملعون ومبغوض قرار دیئے گئے ہیں لیکن افسوس! مسلمانوں کی اکثریت ان چاروں امور کو انجام دے کر اللہ کی لعنت کا شکار ہورہی ہے۔

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ ان تمام ناجائز امور کو ترک کرکے قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

☆☆☆

اداریہ

مٹادے اپنی ہستی کو!

● سعید احمد بستوی

ماہِ ذی الحجہ عنقریب آنے والا ہے یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں رب العالمین نے اپنے پیغمبر موحد اعظم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے محبوب بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی طلب کی ابتلائے آزمائش اور اس پر رضائے رب کی اطاعت کا بلند معیار غور کیجئے۔

پیرانہ سالی میں ایک اکلوتا بیٹا جو دعاؤں، آرزؤں اور تمناؤں کے بعد اللہ نے عطا کیا جس پر پہلے ہی روز سے ابتلاء وآزمائش مقدر ہو چکی وادئ غیر ذی ذرع میں بیوی اور شیر خوار بیٹے کو چھوڑ کر باپ اطاعت الٰہی میں واپسی سفر کے لئے پلٹ پڑے آنکھیں پھیر لیں۔

جس اولاد کی کوئی حسرت باپ نے نہیں دیکھی تھی بچپن گزرا دوڑنے بھاگنے عصائے پیری کا سہارا بننے کے لائق ہوئے تو عین اسی وقت اس بوڑھے باپ سے اپنے اس محبوب اکلوتے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور باپ کا سرِ تسلیم حکم الٰہی پر خم ہے۔

بیٹے سے باپ نے اپنی رائے کا اظہار کیا بیٹے نے بھی حکم الٰہی پر گردن جھکا دی اور کہا ان شاء اللہ آپ مجھے اس معاملہ میں صبر کرنے والا پائیں گے۔

انسان کی عظمت کا یہی وہ معیار تھا جس نے اسے فرشتوں اور دوسری تمام مخلوقات پر اشرفیت کا شرف بخشا۔

اور اس اشرفیت کے معیار کی تجدید کے لئے ملت ابراہیمی پر یہ دن مقدس قرار دیا گیا اور قربانی کا حکم دیا گیا تا کہ ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ کی زندگی کا یہ سبق سال بہ سال یاد آتا رہے۔

قربانی کے فرائض ہم سال بہ سال ادا کرتے ہیں اور جانور کے انتخاب میں اعلیٰ سے اعلیٰ قیمت تک ہمارا معیار بلند ہوتا ہے بسا اوقات ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں تا کہ سماجی میدان میں ہمارے وقار میں اضافہ ہو لیکن کیا کبھی ہم نے اس مقدس موقعہ پر اپنی زندگی کا جائزہ لینے کی بھی کوشش کی ہے۔

ہماری سب سے محبوب متاع ہماری اپنی ذات ہے کیا ہم اسے اپنی جماعت وملت کے لئے قربان کرنے کو تیار ہیں۔

کیا جماعت وملت کے اجتماعی مفادات کے لئے اپنی ذاتی اغراض کی قربانی دینا ممکن ہے جب کبھی اس عنوان پر ہم اپنا جائزہ لیں گے تو جواب نفی میں آئے گا۔ حالانکہ قوم وملت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔

محترم قارئین کرام! اسلام نے اجتماعی زندگی کا جو درس دیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے دن میں پانچ وقت تمام مسلمانوں واہل محلہ کو مسجدوں میں جمع ہونے کا حکم دیا تا کہ ایک دوسرے کے دکھ درد کا علم سب کو ہوتا رہے اور اس کے تدارک کے لئے اجتماعی اقدام کئے جا سکیں۔

ہفتہ میں ایک بار اسی مقصد کے پیش نظر جمعہ کے نام پر اکٹھا ہونے کا حکم دیا ہے تاکہ عوام کی زبان میں خطیب حالات حاضرہ پر خطبہ دے، اور پیش آمدہ مسائل سے واقف کرائے۔

سال میں اسی مقصد کے لئے اہل شہر کو عیدین میں اور اہل عالم کو میدان عرفات میں جمع ہونے کا حکم دیا تاکہ تمام عالم کو ایک رسی میں باندھ کر رکھا جاسکے اس سماجی زندگی کے ساتھ اسلام نے ذاتی زندگی کو بھی ملحوظ رکھا ہے، سماجی ضروریات سے غفلت نہیں اختیار کی ہے اب آپ فیصلہ کیجئے اور اپنا احتساب کیجئے اور بتلائیے کہ ہمیں کس حدتک اپنے سماج کی ضرورتوں کا احساس ہے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی روح ہمیں کس حدتک یاد ہے۔

موجودہ تناظر میں آئے دن ملت اسلامیہ مشکلات ومسائل سے دوچار ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ ملک گیر ایک تنظیم بناتے ایک مہم چلاتے اور جو ملت کا شیرازہ بکھر گیا ہے اسے سمیٹنے کی کوشش کرتے جغرافیائی خطوط سے اوپر اٹھ کر یکجا ہونے کی کوشش کرتے مگر افسوس ہم دوسری تنظیموں کا جزء بنتے چلے جارہے ہیں۔

پورے مسلمانان عالم کو اس بات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ ساری دنیا کے عیسائی ایک جگہ اکٹھا ہوکر ایک پاپائے اعظم کا انتخاب کرسکتے ہیں لیکن آج تک ملت اسلامیہ کا کوئی متحدہ پلیٹ فارم نہ بن سکا آپس کی سرپھٹول روز مرہ کا معمول بن چکا ہے حالانکہ اکیلے ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ایک امت قرار دیا۔ کیا ہم ایک امت بن کر رہ رہے ہیں اور اس تقاضے کو پورا کررہے ہیں۔

ڈر ہے کہ تیرا نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورزماں میٹ رہا ہے

آج ہمارے تعلیمی ادارے زوال پذیر ہیں اقتصادی دشواریوں کا شکار ہیں مزید اس پر حکومت اپنا دباؤ مدرسہ بورڈ کے نام پر بنانا چاہتی ہے تاکہ اصل روح ان درسگاہوں وتعلیمی اداروں کی ختم ہوجائے، ہمارے اچھے اچھے فنکار وکاریگر اپنا قیمتی ہنر وفن چند سکوں کے عوض دوسروں کے ہاتھوں بیچنے پر مجبور ہیں، اپنے فن سے حاصل شدہ منافع کا عشرعشیر بھی ان کو نہیں مل پاتا ہے۔

تھوڑا مزدور کو ملا کچھ کارخانے دار کو اور باقی سب منافع مہاجن کی جھولی میں۔

علماء کی اکثریت نے اپنی اپنی خانقاہیں قائم کررکھی ہیں اور عوام کو انہیں میں مست کررکھا ہے بقول اقبال۔

مست رکھو ذکر وفکر صبح گاہی میں اسے
پختہ کردو مزاج خانقاہی میں اسے

دین کے سارے مسائل چاند دیکھنے اور چرم قربانی وغیرہ کے جمع کرنے کے وقت ہی یاد آتے ہیں اور اگر کہیں کسی سے کوئی تسامح ہوا تو باہمی مشاورت کے ساتھ اس کو حل کرنے کے بجائے لمبا چوڑا پوسٹر نکالنے میں ذرا غفلت نہیں برتتے اوقاف کا یہ حال ہے کہ سب دیوالیہ پن کے شکار ہوگئے اس میں بھی سرکاری مداخلت کافی حدتک ہوچکی ہے اوقاف میں بہت سارے نزاعی امور ومقدمات معرض التواء میں پڑے ہوئے ہیں اس کا تصفیہ ہی نہیں ہوتا کیا یہ سب جو آئے دن ہم مشاہدہ کررہے ہیں دین کے ساتھ مذاق اور سنت ابراہیمی کے ساتھ بدسلوکی نہیں ہے اور کیا یہ سب معاملات ومداخلت بے جا دین کے زوال کا سبب نہیں بنیں گے للہ سوچئے اپنا محاسبہ کیجئے دور خیر القرون پر نگاہ ڈالیئے اور

دیکھئے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ رات کو مدینہ میں گھر گھر ضرورتمندوں کی حاجت روائی کے لئے گھوما کرتے تھے انہیں ملت اسلامیہ کی ساجی زندگی کی بہتری کا کس قدر احساس تھا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اگر آج پوری حساسیت کے ساتھ ملت اسلامیہ اپنی زکوٰۃ اور چرم قربانی کی رقوم ملت کے بنیادی مقاصد یعنی پسماندہ طبقہ کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرنے کی کوئی تنظیم بنالے اور اپنے اپنے حلقوں میں معاشی دشواریوں کے لئے بیت المال قائم کرے اپنی تعلیم گاہوں کو اجتماعی طور سے چلانے کے لئے کوئی ادارہ قائم کرلیں اور تسلسل رکھیں۔

تو پوری ملت اسلامیہ ہند میں ایک نئی روح دوڑ جائے گی ایک نیا سورج طلوع ہوگا ایک نئی صبح نمودار ہوگی اور مورخ ایک نئی تاریخ رقم کرے گا اور اپنی انفرادیت کو ایک مہذب رنگ دینے کا سلیقہ آجائے گا۔ اور آپ کی یہ مختصر سی قربانی ملت کو حیات جاوداں بخش دے گی، آپ جس ملک میں رہ رہے ہیں وہاں کے ترقی کے بہت سے میدان آپ کا انتظار کررہے ہیں سردمہری سے کام نہ لیجئے اور اس راہ میں کوشش کیجئے **لیس للانسان الا ماسعی** ہم اس عظیم جمہوری ملک کے وارث ہیں، ہمارے آباء واجداد نے اس کی آزادی کے لئے نہ صرف خون بہایا بلکہ حقیقت میں بانیان جنگ آزادی تھے سلطنت ان کے ہاتھ سے نکلی تھی ان کو اس کی واپسی کا احساس تھا ہمیں اس سرزمین کا ایک ایک چپہ عزیز ہے اور اس ملک کی ہر تحریک ترقی ہمارے انتظار میں استقبال کے لئے کھڑی ہے۔

تعلیم گاہیں ہمارا انتظار کرتے کرتے تھک جاتی ہیں مقابلہ جاتی امتحانات ہمارے ملت کے سپوتوں کے لئے چشم براہ ہوتے ہیں، صنعتی علاقے ہمارے فن کاروں دست کاروں کاریگروں سے کارخانے لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ہم ہیں کہ کہ ہمیں کوئی احساس نہیں۔

الحمدللہ ملت انتہائی مضبوط ہے ملت کے اقتصادی مسائل اتنے کمزور نہیں کہ ان مسائل کا حل نہ نکل سکے اسے تحریک دینے والا بیدار کرنے والا ایک مرکزی نقطہ پر لانے والا شعور دلانے والا منظم ومنضبط کرنے والا چاہئے۔ یقین جانئے آپ جس دن منظم ومربوط ہوگئے آپ کی ایک آواز ہوگی، آپ کا اتحاد ہوگا اس وقت حکومت اور سماج کی ہر مدد و مراعات آپ کو حاصل ہوگی۔

محترم قارئین! آپ صرف مذکورہ فارمولے کو اپنی زندگی میں نافذ کر لیجئے اور اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کر لیجئے اور قربانی کے اس مقدس دن پر اپنی ذات کو ملت پر قربان کر لینے کا عزم پیدا کر لیجئے ذاتی مفاد پر ملی مفاد کو ترجیح دیجئے تو آپ ہر جگہ کامیاب ہوں گے صرف اور صرف آپ کے اپنے وقت کی قربانی درکار ہے۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

☆☆☆

[2]

گوشۂ خواتین

اسلام میں خاندان کا تصور

● ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ

زیر نظر مضمون عالم عرب وعجم کی معروف شخصیت، جماعت اہل حدیث کے مشہور ادیب وقلمکار اور جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق صدر استاذ الاساتذہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کی کتاب ''خاتون اسلام'' سے ماخوذ ہے، قارئین کرام بالخصوص خواتین اسلام کے استفادہ کے لئے اسے الجماعۃ کے شمارہ ھذا میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ مرحوم کے لئے اسے نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔(ادارہ)

معاشرتی اعتبار سے دیکھا جائے تو مشترک خاندان میں ہر فرد اپنی پسند اور اپنی ترجیحات سے دست بردار ہو کر کھانے پینے کے پورے نظام کا بھی پابند ہوتا ہے، اس سے ہٹ کر اپنی کسی پسند پر عمل درآمد اس نظام کے احترام کے منافی ہے، اسی طرح خانگی ذمہ داریوں میں بیوی کے ساتھ شوہر کی شرکت اور اس کی مدد وتعاون میں بھی یہ نظام رکاوٹ بنتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے جو معمولات گھر سے متعلق بیان کئے گئے ہیں ان میں گھر کے کام کاج میں لگے رہنا، بکری دوہنا، اپنے کپڑے سلنا، اپنے جوتے گانٹھنا وغیرہ وغیرہ کا تذکرہ ہے، اسلامی معاشرت کے یہ مطلوبہ تقاضے خاندان اور گھر کی علیحدہ یونٹ میں ہی بآسانی پورے کئے جاسکتے ہیں۔

مالیاتی اعتبار سے اس نظام کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس نظام کا مطلوب یہ ہوتا ہے کہ گھر کا ہر کمانے والا اپنی کمائی گھر کے نگراں یا ذمہ دار کے حوالے کردیا کرے، انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی کمائی کا اپنے فائدے کے لئے استعمال دیکھنا چاہتا ہے، اس لئے اس نظام پر صد فی صد عمل اس کے لئے بے حد دشوار معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ کمائی کا ایک حصہ خاندان کے سربراہ کے حوالہ کرتا ہے تو ایک حصہ مختلف چور دروازوں کو استعمال کرکے الگ پس انداز کرتا ہے، چونکہ کمائی میں سب برابر نہیں ہوتے اس لئے دیر یا سویر اس غیر فطری نظام کا شیرازہ جب بکھرتا ہے تو جوئے کی بازی کے مانند کسی کی مٹھی بھری ہوتی ہے اور کسی کی بالکل خالی، اس نظام کا جو جتنا مخلص اور اپنے اہل وعیال کے مفادات سے جتنا ہی لاپرواہ ہوگا انجام کار حسرت وندامت بھی اس کے حصے میں اس کے بقدر وافر آئے گی۔

مشترک خاندان کے تمام افراد کے درمیان بظاہر یکساں سلوک ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شعوری یا لاشعوری طور پر زیادہ کمانے والے کو کم کمانے والے کے مقابل گھر میں زیادہ عزت وتوقیر حاصل ہوتی ہے اور یہ عزت وتوقیر اس کے بیوی بچوں تک کو مشتمل ہوتی ہے، اسی طرح مشترک خاندان کی ناگزیر باہمی آویزش اور کشاکش کے نتیجے میں یا موہوم معاشی مسائل کا

ہوا کھڑا کر کے بہت سے نونہالوں کو ناخواندہ اور جاہل چھوڑ دیا جاتا ہے اور انہیں قبل از وقت کمائی کی مشین کا پرزہ بنادیا جاتا ہے۔ دوسری طرف یہ نظام بہت سے افراد کی فرضی کفالت کا ذمہ لے کر انہیں جد و جہد کے میدان میں اترنے سے باز رکھتا ہے، اس طرح گھر کے لوگوں میں سے بہت سوں کو یہ نظام کمزور کر دیتا اور انہیں ناکارہ اور نااہل بنانے میں مدد کرتا ہے۔

مشترک خاندان میں چونکہ کسی شخص کی الگ مالی حیثیت کا تعین نہیں ہوتا اس لئے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وسائل کی بربادی ہوتی ہے اور گھر کے سامانوں کے استعمال میں حد درجہ بے احتیاطی برتی جاتی ہے، دس بیس سال تک چلنے والے سامان چند سالوں میں بربادی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آپسی تعلقات کی خرابی بھی اس نظام کے مستلزمات میں سے ہے، کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ ایک جگہ جن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے ان سے طبیعت میں ایک طرح کی بیزاری پیدا ہو جاتی ہے، اس نظام میں سب کی ایک دوسرے کی چھوٹی موٹی بڑی غلطیوں اور خامیوں پر نظر رہتی ہے، اس لئے آئے دن جھگڑے، اختلافات اور چشمک کے مناظر سامنے آتے رہتے ہیں، اس بوجھ کے ناقابل برداشت ہو جانے کی صورت میں جب خاندان کا شیرازہ بکھرتا ہے تو اس کا عبرتناک انجام نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ اسی طرح پھیلے ہوئے خاندان میں مرد و زن کے درمیان پیدا ہونے والے تلخیوں اور ناگواریوں کو بھی بروقت ختم کرنے کا موقع کم مل پاتا ہے، اس کے ساتھ اگر ایسی ساس ہو جو اپنے لڑکوں کو بہوؤں کے خلاف اکساتی اور بھڑکاتی رہتی ہو تو پھر معاملہ مزید خراب ہو جاتا ہے۔

تربیت کا خسارہ بھی اس نظام کے خساروں میں سے ایک ہے، مشترکہ خاندانی نظام میں کچھ افراد پردیس میں رہتے ہیں اور پیسہ کما کر گھر بھیجتے ہیں، وہ اپنے بال بچوں کی براہ راست تربیت نہیں کر پاتے، اسی طرح بڑے گھر میں دیور اور بھاوج کی مخصوص فضا کے علاوہ مکان کی تنگی اور بعض مشترک سہولیات کے ساتھ جنسی بے اعتدالیاں ناگزیر طور پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں، بیوی کی تربیت کا خسارہ بھی اس نظام کا لازمہ ہے کیونکہ اس نظام میں بسا اوقات شوہر اپنی بیوی کو بہت سی ان باتوں اور معاملات سے نہیں روک پاتا ہے جنہیں از روئے دین وہ غلط سمجھتا ہے۔ بڑوں کا ادب اور خاندانی نظام کا تقدس اس راہ میں حائل رہتا ہے ایک خسارہ چوری چکاری، جھوٹ، غلط بیانی اور دھوکہ وغیرہ جیسے بدترین اخلاقی رذائل کے پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے کا بھی ہے، کیونکہ اس نظام کے تقدس کا تقاضہ ہے کہ آدمی تمام افراد خانہ کو شریک کئے بغیر دو پیسے کی چیز بھی تنہا خود کھائے نہ اپنے بال بچوں کو الگ سے کھلائے، نتیجۃً گھر کے مختلف افراد چوری چھپے اپنے بیوی بچوں کے لئے الگ من پسند کھانے کی چیزوں کا انتظام کرتے ہیں۔ چوری چکاری کا یہ سلسلہ پہننے اوڑھنے اور شادی بیاہ کے علاوہ دوسری ضروریات زندگی کی تکمیل میں بھی سامنے آتا ہے۔

کتاب کا باب اول اسی نقطہ پر ختم ہوتا ہے، دوسرے باب میں مولف نے ''اسلام کا مطلوبہ خاندانی نظام'' کے موضوع کی وضاحت فرمائی ہے، اور ہر شادی شدہ جوڑے کے لئے مستقل

اور علیحدہ مکان کی ضرورت کو ثابت کیا ہے، تطویل سے بچنے کے لئے صرف اس باب کے اہم عناوین کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

☆ ہر شخص کے لئے الگ مکان۔

☆ ازواج مطہراتؓ کی جداگانہ رہائش۔

☆ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا الگ مکان۔

☆ مالیات کی علیحدگی۔

☆ بیوی کا حق سکنیٰ۔

☆ پردے کے احکام سے استدلال۔

☆ معاشرتی ادب کا تقاضہ۔

☆ مالیات کی علیحدگی کے بعض دیگر ارشادات۔

☆ مشترکہ خاندانی نظام کی مالی بنیاد۔

☆ شبہات کا ازالہ۔

☆ اسلام کا مطلوبہ مکان۔

ان سرخیوں کے تحت مصنف نے مشترکہ خاندانی نظام کو اسلام کے مطلوبہ خاندانی نظام کے منافی قرار دیتے ہوئے مستقل اور علیحدہ مکان کو ضروری قرار دیا ہے، ساتھ ہی اس نظام کو مسترد کرنے کے لئے جن اعتراضات یا شبہات کو پیش کیا جاتا ہے ان کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔ تفصیل کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

قدیم کتب فقہ میں صاف طور پر اس بات کی وضاحت ہے کہ شوہر بیوی کے لئے رہائش فراہم کرے گا اور یہ اس کی مالی حالت کے لحاظ سے متوسط درجہ کی ہوگی، اس پر مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اپنے محولہ بالا رسالہ میں روشنی ڈالی ہے۔

اسی طرح جدید دور کے اہل قلم نے بھی اس مسئلہ کو اہمیت دی ہے اور مہر ونفقہ کے ساتھ ہی یہ تصریح بھی کی ہے کہ شوہر بیوی کے لئے متوسط درجہ کا رہائشی مکان فراہم کرے گا، مشہور مصری محقق شیخ محمد ابو زہرہ لکھتے ہیں:

''اسلام نے میاں بیوی کے باہمی تعلق کو مودت ورحمت اور خاندان کے عمومی تعاون پر استوار کیا ہے، اسی تعاون کو روبہ عمل لانے کیلئے شوہر مہر ادا کرتا ہے، اور اسی پر نفقہ کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے اور بیوی اولاد کی پرورش ونگہداشت کی خدمت انجام دیتی ہے۔ مہر کے علاوہ شوہر کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کیلئے گھر مہیا کرے جو اس کی مالی حیثیت کے مطابق ہو، رہائش کے سلسلہ میں بیوی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

(ابوزہرہ: المجتمع الانسانی فی ظل الاسلام: ص۸۱)

ایک شامی عالم خاندانی نظام کے موضوع پر اپنی کتاب "المسکن الزوجی" کے مستقل عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"من حقوق الزوجة على زوجها ان يوفر لها المسكن الشرعى بما يتناسب مع وضعه المالى والاجتماعى، ولا يلزم باسكان احد اقارب زوجة معه الا برضاه، واما بالنسبة لاقاربه فيجوز له ان يسكن اطفاله من زوجة اخرى ان كانوا دون سن التميز، ويحق للزوجة ان تعارض فى اسكان ضرتها فى بيتها بل على الزوج ان يسكن كلا منهما فى منزل خاص، وان يعدل بينهما فى سائر الحقوق". (نظام الاسرة وحل مشكلاتها فى ضوء الاسلام،

للدکتور عبدالرحمن الصابونی دار الفکر والنشر۔ص۸٤)

ایک وضاحت

مشترکہ خاندان کے مقابلہ میں محدود خاندان کی ترجیح سے یہ بات ذہن میں نہ آئے کہ والدین کے حقوق سے بے توجہی کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا مسئلہ اسلام میں بیحد اہم ہے، اوراس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حکم کے فوراً بعد اس کا ذکر ہے، اسی طرح ایک اور مقام پر غیر مسلم والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید ہے، لیکن واضح رہے کہ محدود خاندانی نظام والدین کے ساتھ حسن سلوک سے مانع نہیں ہے۔ اس چیز کو کسی متعین نظام کے ساتھ جوڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں، اگر والدین کے حقوق کی ادائیگی مشترکہ خاندانی نظام میں ہوسکتی ہے تو محدود نظام بھی اس کے لئے موقع فراہم کرتا ہے اور اسی لئے یہ مسئلہ ہمیشہ علماء کے پیش نظر رہتا ہے۔

کویتی مجلّہ ''الفرقان'' میں مراسلات کے کالم میں ایک صاحب نے ''والدین کے ساتھ حسن سلوک'' کے زیر عنوان والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کی اہمیت پر زور دیا ہے اوراس کی متعدد صورتیں ذکر کی ہیں۔

ایک صورت یہ ہے کہ انسان والدین کے پاس بیٹھے، ان سے گفتگو کرے اوران کے ساتھ کھانا تناول کرے۔

آگے لکھتے ہیں: "**واذا انتقلنا الی صورة اخری من صور البر، وهی العشیر مع الوالدین فی المنزل نفسه، والحرص علی راحتهما، لاسیما ان کانا کبیرین بالسن، وانظر الی نتیجة هذا البر وهو رضاالله عنك واستجابته لدعائك ودعائهما: عن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: رضا الله من رضا الوالدین، وسخطه من سخطهما**"۔ (رواہ الطبرانی)

یعنی احسان کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان والدین کے ساتھ ایک ہی گھر میں زندگی بسر کرے، ان کی راحت کا خیال رکھے۔ خصوصاً جب وہ بوڑھے ہوں، اس کا فائدہ اللہ کی رضا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں اوراس کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

(مجلّہ الفرقان، کویت، شمارہ ۳۹۴، ۲۹ر مئی ۲۰۰۶ء، ص ۷)

اعلان

تمام مقامی وضلعی جمعیتوں کے ذمہ داران سے گزارش ہے کہ وہ اپنے حلقے کی دینی ودعوتی سرگرمیوں کی رپورٹ ہر ماہ پہلی تاریخ کو دفتر جمعیت کو ارسال کردیں۔ تاکہ مجلّہ الجماعہ ترتیب دینے میں آسانی ہو۔ (ادارہ)

احکام شریعت

عیدالاضحیٰ......احکام ومسائل

● ابویاسر سنابلی-نوی ممبئی

عیدالاضحیٰ درحقیقت اس عظیم وتاریخ ساز شخصیت کی یادگار ہے جنہیں دنیا ابراہیم علیہ السلام کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے ایثار وقربانی کا وہ شاندار کارنامہ انجام دیا کہ رب ذوالجلال نے خوش ہوکر آپ کو اپنا خلیل منتخب کرلیا اور رہتی دنیا تک کے لئے عیدالاضحیٰ کی شکل میں آپ کا ذکر خیر جاری کردیا۔ اب زمین پر بسنے والا ہر مسلمان آپ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہے گا۔

عیدالاضحیٰ دراصل ایک عبادت ہے اور عبادت عنداللہ وہی معتبر ہے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ درج ذیل سطور میں عیدالاضحیٰ کے احکام ومسائل مختصراً بیان کئے جارہے ہیں، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

عیدین کی مشروعیت:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے مدینہ والوں سے کہا کہ تمہارے یہاں دو دن ایسے رائج ہیں جن میں زمانۂ جاہلیت سے ہی تم کھیلتے آئے ہو اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر دنوں میں ان کو بدل دیا ہے اور وہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ہیں۔ (صحیح سنن ابوداؤد، حدیث:۱۱۳۴)

عیدین (عیدالفطر، عیدالاضحیٰ) کے مسنونات:

عید امت مسلمہ کا اسلامی شعار ہے اس کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم ہے، عید کے دن کئے جانے والے تمام اعمال وافعال کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی ہے جو اللہ کی رضا جوئی کا سبب ہیں۔

وہ اعمال درج ذیل ہیں:

۱-عید کے دن غسل کرنا، نئے کپڑے زیب تن کرنا اور خوشبو لگانا۔ (بخاری-ح:۹۴۸)

۲-نماز عید کے لئے جلدی آنا۔ (بخاری-ح:۹۶۷)

۳-تکبیرات کہنا۔ (بخاری-ح:۹۶۹)

۴-عیدین کی نماز میدان یا کھلی جگہ میں ادا کرنا۔ (بخاری-حدیث:۹۵۶)

۵-عورتوں کو بھی عیدگاہ لے جانا۔ (بخاری-۹۷۴)

۶-عیدگاہ میں آتے اور جاتے راستہ بدلنا۔ (بخاری-ح:۹۸۶)

۷-عیدالاضحیٰ میں بغیر کچھ کھائے پیئے عیدگاہ جانا اور بعد نماز عید قربانی کا گوشت کھانا۔ (بخاری-ح:۹۵۴)

۸-عیدگاہ پیدل روانہ ہونا۔ (بخاری-ح:)

غیر شرعی امور:

بہت سارے لوگ عید کے دن ایسے اعمال کے مرتکب ہوجاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہیں اور بندے کے خسران کا باعث ہیں۔مثلاً:

۱-عیدین کے تکبیرات کو ایک ہی آواز میں اکھٹے پڑھنا یا کسی کے تکبیر کہنے پر سب کا بیک زبان تکبیر کہنا۔

۲-محرمات سے دل بہلانا، فلمیں دیکھنا اور گانے وغیرہ سننا۔

۳-اسراف وتبذیر سے کام لینا۔

۴-عید کی شب بیداری کے مشروع ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

۵-قبروں کی زیارت کے لئے عید کے دن کو خاص کرنا۔

۶-عید کے دن روزہ رکھنا۔

قربانی سے متعلق بعض احکام ومسائل

قربانی کا حکم:

قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ سنت ہے مگر صاحب استطاعت پر واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من وجد سعة فلم يضح فلا يقربن مصلانا"

ترجمہ: جو استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(صحیح سنن ابوداؤد، حدیث:۲۴۹۱)

قربانی کے جانور:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ (مائدہ:۱) تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں۔ بَهِيمَةُ الْأَنْعَام نر اور مادہ کل ملا کر کل آٹھ قسمیں ہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ﴾ (انعام:۱۴۳) بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم۔

مزید فرمایا: ﴿وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ (انعام:۱۴۴) اور دو قسم اونٹ کی اور دو قسم گائے کی۔

بہتر ہے کہ بَهِيمَةُ الْأَنْعَام ہی کی قربانی کی جائے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کا جانور خوب اچھی طرح دیکھ کر تندرست وتوانا خریدنا چاہئے اور یہ خیال رہے کہ اس کے اندر کوئی عیب نہ ہو۔بہتر ہے کہ قربانی کا جانور خود پالا جائے جیسا کہ صحابہ کرام کا یہی عمل رہا ہے۔

☆ بڑے جانور مثلاً گائے، بیل، اونٹ وغیرہ میں آدمی شریک ہوتے ہیں۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ عیدالاضحیٰ کا دن آگیا تو گائے کے اندر سات اور اونٹ کے اندر دس لوگ شریک ہوئے۔ (سنن ترمذی حدیث نمبر:۱۵۰۱)

☆ قربانی کے کل ایام چار دن ہیں یوم النحر اس کے علاوہ ایام تشریق ۱۱/۱۲/۱۳/ذی الحجہ۔ (سنن دارقطنی ۲/۲۸۴)

قربانی کا گوشت خود کھائیں دوسروں کو بھی کھلائیں۔ (حج:۲۶)

☆ قربانی کے کھال کے مستحق فقراء ومساکین ہیں، آدمی اپنے استعمال میں بھی اسے لاسکتا ہے، قصاب کو بطور اجرت دینا جائز نہیں۔(مسلم حدیث نمبر:۱۳۱۷)

☆☆☆

تحقیقات

قربانی کی دعا

انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض......الخ

کی اسنادی حیثیت......ایک تحقیقی جائزہ

● عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

ہر سال عیدالاضحیٰ کے آتے آتے بہت سارے شرعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے عوام الناس شش وپنج کا شکار ہوجاتے ہیں۔کبھی میت کی طرف سے قربانی کو لے کر طول وطویل اور لایعنی بحث ومباحثہ کے ساتھ بلاضرورت فتوی بھی شائع کئے جاتے ہیں تو کبھی ایام تشریق یعنی قربانی کے دنوں کو لے کر غیر ضروری بحث میں مسلمان مبتلا نظر آتے ہیں تو کبھی کبھار قربانی کی دعا﴿**انی وجھت وجھی للذی......**﴾اور **بسم اللہ اللہ اکبر** کے اسنادی حیثیتوں کو لے کر تکرار ہوتی رہتی ہے۔

ہر سال میری معلومات کی حد تک بہت ساری جگھوں پر قربانی کی دعا کو لے کر بے جا بحث وتکرار کی نوبت آتی رہتی ہے اور بعض طلباء اور عوام الناس کی زبانی اس کی گونج دور دور تک پہونچائی جاتی ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کی دعا جو ابوداؤد میں بسند حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسے پڑھا جائے یا نہ پڑھا جائے کچھ علماء کے بقول حضرت ابراہیم کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے اسے پڑھ کر **بسم اللہ اللہ اکبر** کے ساتھ جانور کو قربان کرنا چاہئے جبکہ بعض علماء کرام اور فضلاء مدارس عالم اسلام کی عظیم المرتبت ہستی ماہرفن حدیث شیخ البانی رحمہ اللہ کا حوالہ دے کر اسے ضعیف گردانتے ہوئے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟ اور شیخ البانیؒ کی تصحیح، تحسین وتضعیف کا منہج اور طریقہ کار کیا ہے؟ کیا فائنل حکم لگانے کے لئے صرف حدیث کی ایک ہی سند اور ایک ہی روایت کو دیکھ کر بالکلیہ متن حدیث کے ضعیف ہونے پر حکم لگایا جاسکتا ہے؟ علماء اصول حدیث کی اس سلسلے میں کیا رائے ہیں، تحقیق کا منہج محدثین نے کیا متعین کیا ہے؟ یہ سب باتیں انتہائی قابل غور ہیں۔ ہمارے یہاں مشکل یہ ہوتی جارہی ہے کہ شیخ البانیؒ کے منہج اور طریقہ کار اور اسلوب کو سمجھے بغیر محض ان کے کسی حکم کا سہارا لے کر بسا اوقات بعض صحیح اور حسن تک پہنچنے والی حدیثوں کو بھی ضعیف قرار دیا جاتا ہے جبکہ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔شیخ البانیؒ نے حدیث کی سندوں پر حکم لگایا ہے کسی سند سے کوئی حدیث ضعیف

ہواس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے متن کو بالکلیہ بغیر دارسہ وتحقیق اور بلا جمع واستقراء واسانید کے فائنل حکم لگاتے ہوئے ضعیف قرار دے یا جائے، قربانی کی دعا ﴿**انی وجهت وجهی للذی......**﴾ کے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا معاملہ ہوا۔ ہمارے بعض علماء اور فضلاء نے شیخ البانیؒ کے ابوداؤد کی سند پر حکم پڑھنے کے بعد اس دعا کو بالکلیہ ضعیف قرار دے دیا۔ جبکہ یہ دعا شیخ البانیؒ کے یہاں بعد کی تحقیق کے مطابق حسن ہے، اور شیخ البانیؒ نے اپنے پہلے حکم سے رجوع کرتے ہوئے اسے ضعیف ابوداؤد سے نکال کر صحیح ابوداؤد میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ آیئے دیکھیں کہ ﴿**انی وجهت وجهی للذی......**﴾ کے سلسلے میں خود البانیؒ صاحب اور ان کے ساتھ دیگر علماء محققین کی کیا تحقیقات ہیں؟

سندحدیث:

حدثنا ابراهيم بن موسىٰ الرازی حدثنا عيسى حدثنا محمد بن اسحاق عن يزيد ابن ابی حبيب عن ابی عياش عن جابر بن عبدالله قال: ذبح النبی ﷺ يوم الذبح كبشين اقرنين املحين موجوئين فلما وجههما قال: انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض على ملة ابراهيم حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتی ونسكی ومحياى ومماتی لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وانا من المسلمين اللهم منك ولك عن محمد وامته، بسم الله والله اكبر ثم ذبح"

اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ابن اسحاق اور ابوعیاش کے۔ ابن اسحاق صدوق ہیں اس لئے ان کے سلسلے میں کوئی مسئلہ نہیں اس لئے حدیث کا اصل دارومدار ابوعیاس راوی ہیں اور انہیں کی وجہ سے اس حدیث کے تحسین وتضعیف میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

شیخ البانی کے نزدیک حدیث کے ضعیف ہونے کا فیصلہ:

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **وابوعياش هذا هو المعافری المصری ولم يوثقه احد واشار الحافظ فی التقريب الى تليين حديثه ووقع فی طريق ابن ماجة وحده انه الزرقی وهذا آخر لكن السند بذلك ضعيف فيه اسماعيل بن عياش وهو ضعيف فی روايته عن غير الشاميين وهذه منها ثم ان قوله فی الحديث "على ملة ابراهيم" لم يرد الا فی رواية ابی داؤد وهی شاذة عندی وكانها مدرجة والله اعلم**

ترجمہ: اور ابوعیاش یہ المعافری المصری ہیں اور ان کو کسی نے ثقہ نہیں قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں ان کو لین الحدیث قرار دیا ہے اور صرف ابن ماجہ کی سند میں یہ بات واقع ہے کہ یہ ابوعیاش الزرقی ہیں اور یہ دوسرے ہیں لیکن ان کی سند بھی ضعیف ہے اس میں اسماعیل بن عیاش ہیں جو کہ شامیین کے علاوہ سے روایت کے سلسلے میں ضعیف ہیں اور یہ انہیں روایتوں میں سے ہے اس کے بعد حدیث میں "**على ملة ابراهيم**" صرف ابوداؤد کی روایت میں وارد ہے اور یہ میرے نزدیک شاذ ہے گویا یہ مدرج ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (ہدایۃ

الرواۃ الی تخریج احادیث المشکاۃ ابن حجر مع تحقیق الالبانی : ۱۸۲/۲۔رقم/۱۴۰۶)

اور یہی حکم شیخ نے ابوداؤد کی سند پر ضعیف ابوداؤد میں لگایا ہے جو کہ سند کے اندر ایک راوی ابوعیاش مصری معافری کی وجہ سے ہے جبکہ ابوعیاش مصری حافظ ابن حجر کے نزدیک اگر دوسری سندوں سے متابعت حاصل ہوتو مقبول ہے جیسا کہ آگے ذکر آئے گا۔

شیخ البانیؒ کا اپنے سابقہ حکم سے رجوع اور حدیث کے حسن ہونے کا فیصلہ:

لکھتے ہیں: "**ثم حسنته لرواية ثلاثة من الثقات عن المعافری وتصحیح ابن خزیمه والحاکم والذهبی وقررت نقله من ضعیف ابی داؤد:(٤٨٤)**

ترجمہ:اور پھر میں نے اس حدیث کوحسن قرار دیا ہے معافری سے تین ثقہ راویوں کے روایت کرنے کی وجہ سے اور ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی کی تصحیح کی وجہ سے اور میں نے اسے ضعیف ابوداؤد ۴۸۴ سے منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المشکاۃ ابن حجر مع تخریج الالبانی وتحقیق الحلبی :۱۲۸/۲، رقم ۱۴۰۶ادارابن قیم)

مصابیح السنہ بغوی کی تخریج کشف المناہج کے حاشیہ میں محقق درمحمد اسحاق نے اسے شواہد کے پیش نظر صحیح قرار دیا ہے:

درمحمد اسحاق محمد ابراہیم اس حدیث کے ضمن میں کشف المناہج، والتناقیح فی تخریج احادیث المصابیح میں رقمطراز ہیں: **اخرجه ابوداؤد (٢٧٩٥) وابن ماجه (٣١٢١) واسناده صحیح بشواهده وقد ذکر الالبانی طرقه فی الدر (١١٣٨) فراجعه**

ترجمہ:اس حدیث کی روایت ابوداؤداور ابن ماجہ نے کی ہے اور اس کی سند شواہد کی وجہ سے صحیح ہے علامہ البانی نے اس کی سندوں کو ارواء(۱۱۳۸) میں تفصیلاً ذکر فرمایا ہے وہاں مراجعہ کریں۔(کشف المناہج والتناقیح فی تخریج احادیث المصابیح المناوی دراسۃ وتحقیق ،درمحمد اسحاق محمد ابراہیم :۵۲۵/۱،الرقم:۱۰۴۳)صاحب مشکوٰۃ اور المصابیح نے بھی اسے احادیث حسان میں شمار کیا ہے۔

علامہ شیخ احمد شاکر کی تحقیق کے اعتبار سے بھی یہ حدیث صحیح ہے۔

مسند احمد کی تحقیق میں اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: **اسناده صحیح ویزید بن ابی حبیب ثقة فقیه وقد صرح بالسماع عنه ابن اسحاق والحدیث سبق فی (١٢٨٢٩)**

ترجمہ:اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یزید بن ابی حبیب ایک ثقہ فقیہ ہیں اور ابن اسحاق نے ان سے سماع کی صراحت کی ہے اور یہ حدیث (۱۲۸۲۹) کے تحت گزرچکی ہے۔(مسند احمد مع تحقیق احمد شاکر:۵۳/۱۲،رقم:۱۴۹۶۲،دارالحدیث القاہرہ)

علامہ شعیب ارناؤط ودیگر محققین نے بھی قابل تحسین قراردیا ہے:

مسند احمد (درترکی کے محقق نسخہ) میں اس حدیث کے سلسلے میں کچھ یوں ذکر ہے۔"**اسناده محتمل للتحسین**

ابوعیاش وهو ابن النعمان المعافری المصری روی عنه ثلاثة وقال الذهبی شیخ وصحح ابن خزیمه والحاكم والذهبی حدیثه هذا وباقی رجاله ثقات رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وهو صدوق حسن الحدیث"

ترجمہ: اس حدیث کی سند کے حسن ہونے کا احتمال ہے ابوعیاش رواۃ ابن النعمان المعافری المصری ہیں جن سے تین راویوں نے روایت کی ہے۔امام ذہبی نے انہیں شیخ کہا ہے ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی نے ان کی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور باقی دیگر راوی ثقہ ہیں صحیح کے رجال ورواۃ میں سے ہیں سوائے ابن اسحاق کے اور یہ بھی صدوق ہیں اور حسن حدیث کی روایت کرنے والے ہیں۔(مسند احمد، تحقیق واشراف۔دررتر کی وشعیب الارناؤط:۲۳/۲۶۷، رقم ۱۵۰۲۲،طبع موسسۃ الرسالۃ) اس کے بعد حاکم، ابن خزیمہ، دارمی، طحاوی، بیہقی، ابوداؤد، ابن ماجہ کے حوالہ جات اور علماء کے کلام کو مفصلاً ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر کا اس حدیث کے راوی ابوعیاش کے بارے میں فیصلہ:

مذکورہ بالا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا دار ومدار ابوعیاش مصری پر ہے جنہوں نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔علماء کی تصریحات کے مطابق ان کا نام ابوعیاش بن النعمان المعافری المصری ہے، آیئے اب دیکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ان کے سلسلے میں کیا خلاصہ فرمایا ہے لکھتے ہیں: "**ابوعیاش بن النعمان المعافری المصری مقبول من الثالثة دق**" یعنی ابوعیاش جن کا نام ابوعیاش بن النعمان المعافری المصری ہے یہ مقبول راوی ہیں اور طبقہ ثالثہ (یعنی طبقہ وسطیٰ کے تابعین) میں سے ہیں ان کی حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے۔(تقریب التہذیب ابن حجر ۶۶۳، رقم ۸۲۹۲)

حافظ ابن حجر کے نزدیک مقبول راوی کا معنیٰ:

مراتب رواۃ کا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے مقبول کو مرتبہ سادسہ میں ذکر فرمایا ہے، لکھتے ہیں کہ: "**السادسة من لیس له من الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیه مایترك حدیثه من اجله والیه الاشارة بلفظ مقبول حیث یتابع والا فلین الحدیث"**

ترجمہ: مرتبہ سادسہ میں وہ لوگ ہیں جن کی حدیثیں بہت کم ہیں اور ان کے سلسلے میں ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے جن کی وجہ سے ان کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور اس کی طرف لفظ مقبول سے اشارہ مقصود ہے۔جب اس کی متابعت موجود ہو ورنہ پھر وہ حدیث لین اور کمزور ہے۔(تقریب التہذیب ابن حجر ص ۴۷، دار الرشید)

خلاصۂ کلام:

مذکورہ بالا تصریحات وتحقیقات سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ قربانی کی دعا ﴿**انی وجهت وجهی للذی**......﴾ کی روایت اپنے متابعات وشواہد کے اعتبار سے حسن کے درجہ تک پہنچ رہی ہے، اور ابوعیاش کم از کم اس حدیث کی سند میں مقبول ہیں کیونکہ دیگر سندوں سے اس کی متابعت وارد ہے، اس حدیث کو قدیم علماء میں سے ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی

نے صحیح قرار دیا ہے اور عصر حاضر کے علماء احمد شاکر، شعیب ارناؤط اور دیگر بعض نے بھی قابل قبول تسلیم کیا ہے اور اسی طرح محقق عصر ذہبی دوران علامہ شیخ البانی نے اسے سندا پہلے ضعیف قرار دیتے ہوئے بعد میں اس سے رجوع کیا ہے اور تین ثقہ راوتوں کی متابعت کی وجہ سے اسے ضعیف سے نکال کر حسن کے درجہ تک پہنچایا ہے اور اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ ابوداؤد میں پہلے میں نے اسے ضعیف ابوداؤد میں شامل کیا تھا مگر بعد میں حسن ہونے کی وجہ سے اسے ضعیف ابوداؤد سے منتقل کر کے صحیح میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا ہے، چنانچہ یہ بات عیاں ہوگئی کہ قربانی کی **﴿انی وجهت وجهی للذی......﴾** کی یہ حدیث حسن کے درجہ تک پہنچتی ہے اس لئے اس دعا کو قربانی کے جانوروں کو ذبح کے وقت پڑھنا مسنون اور مستحب ہے۔ شیخ البانیؒ کی صرف ایک تحقیق کو لے کر بلا ان کے منہج تحقیق وتخریج کو دیکھے کسی حدیث پر حتمی حکم لگانے سے گریز کرنا چاہئے الا یہ کہ صاحب معاملہ نے اس کی دیگر سندوں اور طرق واسانید کا استقراء کرلیا ہو۔ کیونکہ بعض ضیف الاسناد حدیثیں اپنے متابعات وشواہد اور دیگر سندوں کی وجہ سے تقویت پا کر حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہیں اور اس کی ذخیرہ احادیث میں بہت زیادہ مثالیں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں منہج محدثین، بالخصوص علامہ البانی کے منہج تحقیق وتخریج کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

گردراہ

ماضی قریب میں اپنے اکابر کے کارنامے آپ کے پیش نظر ہوں گے۔ دعوت وتبلیغ ، درس وتدریس، نظم انضباط، جہاد وہجرت غرض خدمت دین کے مختلف شعبوں میں ان کی مساعی کے زریں آثار ہنوز نمایاں ہیں۔ بنگال، دہلی، راجپوتانہ ،سندھ، بلوچستان اور سابق صوبہ سرحد کشمیر میں اب بھی ان کی گردراہ احباب توحید وسنت کے لئے سرمۂ بصیرت ہے۔ دریائے جہلم اور کنہار کی وادیاں ان کی اذانوں سے گونج رہی ہیں ان اطراف کے آبشاروں اور دریاؤں کی رقص فرما موجیں ان کے مقدس خون کی حرارت پر شاہد ہیں۔ ان کے پیہم عمل، اخلاص اور امانت ودیانت کے نقوش لوح عالم پر ابھی ثبت اور منقش ہیں۔

[مولانا محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ رحمہ اللہ]

ردِ بدعات

مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ کی دیگر مساجد و مقامات کی زیارت کا حکم

● تحریر: دائمی کمیٹی برائے علمی بحوث وافتاء (سعودی عرب) ● ترجمہ: ابوعبداللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وبعد:

دار الإفتاء کمیٹی سعودی عرب کو اُس سوال کے سلسلہ میں اطلاع ہوئی جو سائل (م.ا.ع.) کی جانب سے (سابق) مفتی عام (امام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ) کو موصول ہوا، اور کبار علماء بورڈ کے جنرل سکریٹریٹ کی جانب سے کمیٹی کو مورخہ ۱۴۱۸/۳/۳۰ھ رجسٹر نمبر (۱۸۷۳) کے ذریعہ حوالہ کیا گیا۔

سوال: میں جناب عالی سے درخواست کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔

اولاً: ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جو مسجد نبوی ﷺ میں صلاۃ ادا کرنے کی خاطر مدینہ منورہ آتا ہے، پھر مسجد قباء، مسجد قبلتین، مسجد جمعہ، مساجد مصلیٰ (مسجد غمامہ، مسجد صدیق، مسجد علی رضی اللہ عنہ) اور سلف سے منسوب دیگر مساجد جاتا ہے اور ان میں داخل ہوکر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ثانیاً: کیا زیارت کرنے والے کے لئے مسجد نبوی پہنچنے کے بعد معلومات حاصل کرنے، سلف صالحین کی تاریخ میں غور وفکر کرنے، اور غزوات نیز انصاری قبائل کے مکانات کے تعلق سے کتب تفسیر، حدیث اور تاریخ میں پڑھی ہوئی معلومات کی عملی تطبیق کی نیت سے مدینہ منورہ کی عہد سلف سے منسوب (اثری) مساجد دیکھنے کے لئے جانا اور موقع غنیمت سمجھنا جائز ہے؟ امید کہ نوازش فرمائیں گے۔

فتویٰ کمیٹی نے مذکورہ بالا سوال کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل جواب دیا:

جواب: ان دونوں سوالوں کے جواب کے لئے درج ذیل تفصیل درکار ہے۔

اولاً: مدینہ منورہ میں پائی جانے والی مساجد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی طرح کی ہیں۔

(ا) مدینہ منورہ کی وہ مسجدیں جن کی خصوصیت کے ساتھ فضیلت ثابت ہے، اور وہ صرف دو مسجدیں ہیں:

۱- مسجد نبوی ﷺ، جو کہ اللہ جل جلالہ کے حسب ذیل فرمان میں بدرجۂ اولیٰ داخل ہے:

﴿لمسجد أسس على التقوى من أول يوم أحق أن تقوم فيه فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين﴾ (سورۃ التوبۃ: ۱۰۸)

البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس

لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں' اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اور یہ ان تین مساجد میں سے دوسری مسجد ہے جن کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے، جیسا کہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے اور سنت رسول سے یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد حرام کے علاوہ دنیا کی دیگر مساجد کے بالمقابل اس میں ایک صلاۃ کا ثواب ایک ہزار صلوات کے برابر ہے۔

۲- مسجد قباء، جس کے سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ فرمان باری ﴿لمسجد أسس على التقوى من أول يوم ......﴾ نازل ہوا ہے۔

اور حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"صلاة في مسجد قباء كعمرة" (جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر (۲۹۸) وابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، حدیث نمبر (۱۴۰۱))

مسجد قباء میں ایک صلاۃ کا ثواب عمرہ ادا کرنے کی طرح ہے۔

اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تطهر في بيته ثم أتى مسجد قباء فصلى فيه صلاةً كان له أجر عمرة" (سنن النسائی، کتاب المساجد، حدیث نمبر (۶۹۲)، ومسند احمد، مسند المکیین، حدیث نمبر (۱۵۴۱۴)، وابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، حدیث نمبر (۱۴۰۲) الفاظ ابن ماجہ ہی کے ہیں، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۲۳۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔)

جس نے گھر میں وضو کیا' پھر مسجد قباء آکر ایک صلاۃ ادا کی، اس کیلئے ایک عمرہ کا ثواب ہے۔

(۲) مدینہ میں مسلمانوں کی عام مسجدیں، ان کا حکم عام مسجدوں کی طرح ہے، ان کے سلسلہ میں کسی طرح کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔

(۳) وہ مسجد جو آپ ﷺ کی صلاۃ کی جہت یا خاص اسی جگہ بنائی گئی جہاں آپ نے صلاۃ ادا کی تھی، جیسے مسجد بنو سالم اور مسجد عید گاہ، تو ان مساجد کی بھی خصوصیت کے ساتھ نہ تو کوئی فضیلت ثابت ہے، اور نہ ہی ان کی زیارت اور تحیۃ المسجد وغیرہ کی کوئی ترغیب وارد ہے۔

(۴) نو ایجاد بدعی مسجدیں، جو عہد رسالت اور خلافت راشدہ کی طرف منسوب ہیں، جنہیں زیارت گاہوں کی حیثیت حاصل ہے، جیسے مساجد سبعہ، مسجد کوہ اُحد وغیرہ، تو ان مسجدوں کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں ہے، اور نہ ہی کسی قسم کی عبادت کے لئے ان کا قصد جائز ہے، بلکہ یہ کھلی ہوئی بدعات ہیں۔

شرعی اصول یہ ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں، اور اسی شریعت کی روشنی میں کریں جسے اللہ نے اپنے نبی و رسول محمد ﷺ کی زبانی ہمیں عطا فرمایا ہے، اور ایسا کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور امت کے ان سلف صالحین کی طرف پلٹ کر ہی ہوسکتا ہے' جنھوں نے اس دین کو رسول اللہ ﷺ سے لیکر ہم تک پہنچایا' اور ہمیں بدعات سے متنبہ اور آگاہ کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو ردٌ" (صحیح مسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ ورد محدثات الأمور، ۳/ ۱۳۴۴، حدیث نمبر (۱۷۱۸))

جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ" (متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الصلح، حدیث نمبر (۲۶۹۷)، ومسلم، کتاب الأقضیۃ، حدیث نمبر (۱۷۱۷))

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو مردود ہے ۔

نیز فرمایا:

"عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي عضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة " (أبو داود، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ۴/۲۰۱، حدیث نمبر (۴۶۰۷)، والترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنۃ واجتناب البدع، ۵/۴۴، حدیث نمبر (۲۶۷۶)، وابن ماجہ فی المقدمۃ، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین، ۱/۱۵،۱۶، حدیث نمبر (۴۲، ۴۳، ۴۴)، ومسند احمد، ۴/ ۴۶، ۴۷)

میری سنت کو لازم پکڑنا اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ﷺ کی سنت کو، اسے دانتوں سے مضبوط پکڑنا، اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچنا، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

مزید فرمایا:

"اقتدوا باللذَيْن من بعدي: أبي بكر، وعمر" (جامع الترمذی، کتاب المناقب، حدیث نمبر (۳۵۹۵)، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، حدیث نمبر (۲۲۱۶۱))

میرے بعد ابوبکر وعمر ﷺ کی اتباع کرو۔

اور جب بعض صحابہ ﷺ نے تبرک کے حصول اور ہتھیار لٹکانے کی غرض سے ایک درخت مقرر کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اکبر! یہ تو گمراہی کے راستے ہیں"، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے تو وہی بات کہی ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ:

﴿اجعل لنا الٰهاً كما لهم آلهة﴾ (سورۃ الأعراف: ۱۳۸)

ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر فرما دیجئے جس طرح ان کے یہ معبود ان ہیں۔

نیز فرمایا:

"افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقةً، وافترقت النصارى على ثنتين وسبعين فرقةً، وستفترق هذه الأمة على ثلاث وسبعين فرقةً، كلها في النار إلا واحدة"، قيل: "من هي يارسول الله ﷺ؟ قال: "من كان على مثل ما أنا عليه اليوم وأصحابي" (جامع الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الأمۃ، ۵/۲۶، حدیث نمبر (۲۶۴۱))

یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، نصاریٰ (عیسائی) بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، اور وہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے" دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "جس پر آج میں اور میرے صحابہ ﷺ ہیں۔

ابن وضاح اپنی کتاب "البدعة والنهي عنها" (ص/۹) میں اپنی سند سے بروایت عبداللہ بن مسعود ﷺ نقل فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ اور اسکے بعض ساتھیوں نے ملکر کوفہ میں ایک مسجد بنوائی، تو عبداللہ بن مسعود ﷺ نے حکم دیا اور وہ مسجد مسمار کردی

گئی، پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ کوفہ کی مسجد کے ایک کونہ میں اکٹھا ہوتے ہیں اور گن گن کر ایک مخصوص تعداد میں "سبحان اللہ"، "لا إله الا الله" اور "الله أكبر" کا ورد کرتے ہیں، آپ نے اپنی ٹوپی پہنی اور ان کے درمیان جا کر بیٹھ گئے، اور جب انہیں یہ ساری چیزیں کہتے ہوئے سنا، تو اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور فرمایا: "میں ابو عبد الرحمٰن ہوں" (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر علم والے ہوگئے ہو!! یا تو تم نے ظلماً ایک بدعت ایجاد کرلی ہے" (سنن الدارمی، کتاب المقدمۃ، حدیث نمبر (۲۰۶))

اس طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے بدعت اور بدعت پرستی سے متنبہ کیا ہے اور سلف صالحین کی اتباع کی ترغیب دلائی ہے۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ جب آپ نے لوگوں کو اس درخت کے پاس جاتے دیکھا جس کے نیچے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت رضوان کی تھی، تو اسے کاٹ ڈالا، اور جب لوگوں کو ایک خاص جگہ جاتے دیکھا، تو دریافت کیا، معلوم ہوا کہ حج کے راستے میں ایک خاص جگہ پر جا کر یہ لوگ صلاۃ ادا کرتے ہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ پڑھی تھی، تو انتہائی غضبناک ہوئے اور فرمایا:

"تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کے آثار ونشانات کی تلاش میں ہی ہلاک ہوئے"۔

نیز یہ چیز بھی معلوم ہے کہ مساجد کی تعمیر سے شریعت کا مقصد لوگوں کا عبادت کی خاطر جمع ہونا ہے، اور سات مسجدوں کا یکجا جمع ہونا اس مقصد کو پورا نہیں کرتا، بلکہ ایسا کرنا اختلاف وافتراق کا سبب ہے جو کہ شریعت کے منافی ہے، یہ مسجدیں اکٹھا ہونے کی غرض سے نہیں بنائی گئی ہیں، کیونکہ یہ نہایت قریب قریب ہیں، بلکہ تبرکاً صلاۃ پڑھنے اور دعا وغیرہ کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہیں، جو کہ سراسر بدعت ہے۔

رہا مسئلہ "مساجد سبعہ" کی وجہ تسمیہ کا، تو قطعاً اس کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے، ابن زبالہ نے "مسجد فتح" کا ذکر کیا ہے، جو کہ محدثین کی نگاہ میں کذاب اور انتہائی جھوٹا شخص تھا، جس کی موت دوسری صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی، پھر اس کے بعد مورخ ابن شبہ آئے جنھوں نے اس مسجد کا ذکر فرمایا، اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ مورخین سند اور صحت روایت کا اہتمام کئے بغیر صحت کی ذمہ داری بیان کرنے والوں کے سر ڈال کر جو کچھ ملتا ہے نقل کر دیتے ہیں، جیسا کہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے تاریخ ابن جریر میں ذکر فرمایا ہے، اور جہاں تک ان مساجد یا ان میں سے کسی ایک کے نام کا مسئلہ ہے تو صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اقوال وافعال کے نقل کرنے کا بھرپور اہتمام کیا ہے، حتیٰ کہ ہر اس چیز کو نقل کر دیا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، یہاں تک کہ قضاء حاجت کو بھی، چنانچہ ہر ہفتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد قباء آنے، وفات سے قبل شہداء اُحد پر الوداعی صلاۃ پڑھنے، اور اس طرح کی دیگر بے شمار چیزوں کو نقل کر دیا ہے جن سے احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

لیکن حفاظ حدیث اور مورخین نے ان مساجد کے ناموں کی جویائی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، چنانچہ علامہ سمہودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجھے ان تمام مساجد میں سے کسی کی اصل نہ مل سکی"، نیز فرماتے ہیں: "باوجودیکہ میں اس نام کی اصل نہ جان

سکا، اور نہ ہی مطری کے کلام میں مذکور دونوں مسجدوں کی نسبت کی حقیقت سمجھ سکا''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''یہاں مقصد یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے کبھی بھی انبیاء علیہم السلام کے آثار پر کوئی چیز نہ بنائی، مثلاً کہیں اترے ہوں، یا صلاۃ ادا کی ہو، یا کوئی اور عمل کیا ہو، نہ ہی انبیاء وصالحین کے آثار کے سبب مساجد وغیرہ کی تعمیر کا قصد ہی کرتے تھے، بلکہ ان کے ائمہ جیسے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ ایسی جگہ صلاۃ تک پڑھنے سے منع فرماتے تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا قصد اتفاقاً صلاۃ ادا کی ہو، اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء راشدین حضراتِ ابوبکر، عثمان، علی، اور دیگر عشرۂ مبشرہ، نیز بقیہ تمام صحابۂ کرام جیسے عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، اور ابی بن کعب وغیرہم رضی اللہ عنہم، ان آثار ونشانات پر کبھی بھی صلاۃ ادا کرنے کا قصد نہ کیا کرتے تھے۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں بہت ساری مسجدیں ہیں، لیکن مسجد قباء کے علاوہ کسی بھی مسجد کے قصد میں کوئی فضیلت نہیں ہے، اور جو قبروں اور دیگر آثار قدیمہ وغیرہ پر مساجد ومزارات کا وجود ہوا ہے وہ دراصل دین اسلام میں نو ایجاد بدعات اور ایسے لوگوں کا عمل ہے جو شریعت اسلامیہ، کمال توحید، اخلاص وللّٰہیت اور شرک کے ابواب کا انسداد جیسی تعلیمات نبویہ سے بے بہرہ اور لاعلم ہیں، جنہیں شیطان بنی آدم کے لئے وا کرتا ہے''۔

امام شاطبی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الاعتصام'' میں ذکر فرماتے ہیں کہ: ''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ایک جگہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ پڑھی تھی جا کر صلاۃ پڑھتے دیکھا، تو فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک وبرباد ہوئے، اپنے انبیاء کے آثار کے پیچھے لگے، اور پھر آہستہ آہستہ انہیں کنیسے اور گرجا گھر بنا لئے''۔

نیز فرماتے ہیں کہ ابن وضاح نے فرمایا: ''امام مالک رحمہ اللہ ہر طرح کی بدعت کو ناپسند کرتے تھے خواہ دیکھنے میں بھلی ہی کیوں نہ ہو، تاکہ غیر سنت کو سنت اور ناجائز کو مشروع نہ سمجھ لیا جائے''۔

امام شاطبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''ابن کنانہ سے مدینہ منورہ میں موجود آثار ونشانات سے متعلق دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: ''ہمارے یہاں جو چیز ثابت ہے وہ صرف مسجد قباء ہے...''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فتنہ کے خوف سے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جس کے پاس جا کر لوگ صلاۃ ادا کیا کرتے تھے۔

عمر بن شبہ رحمہ اللہ نے ''أخبار المدينة'' میں اور ان کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی شرح میں بے شمار مساجد کا تذکرہ کیا ہے، لیکن ''مساجد سبعہ'' کے نام سے کوئی مسجد ذکر نہیں کی ہے۔

اس مختصر سی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد سبعہ کا وجود دلائل کی روشنی میں ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی مسجدِ فتح نام کی کسی مسجد کا ثبوت ہے جو ''عبیدیوں'' (جن کے باطل عقائد معروف ہیں) کے وزیر ابوالہیجاء کے اہتمام سے وجود میں آئی۔

اور چونکہ عوام کی اکثریت انہی مساجد کی زیارت، ان میں صلاۃ پڑھنے اور ان سے تبرک حاصل کرنے کے لئے سرگرداں نظر آتی ہے، اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کرنے

والوں کی اکثریت انہی مساجد کے سبب مسجد نبوی کی زیارت سے غفلت اور بے اعتنائی کا شکار ہوتی ہے، اس لئے ان مساجد بدعیہ کا قصد کرنا کھلی بدعت ہے۔ اور انہیں باقی رکھنا شریعت اسلامیہ کے مقاصد اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا پیغام دے کر مبعوث ہونے والے نبی آخر الزماں ﷺ کے احکامات سے متعارض و متصادم ہے، اور سنت نبوی ان کے ازالہ کی متقاضی ہے، ارشاد نبوی ہے:

"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو ردّ" (صحیح مسلم ، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ۳/۱۳۴۴، حدیث نمبر (۱۷۱۸))

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

چنانچہ حکم رسول کی اتباع اور خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے ضروری ہے کہ فتنہ کشی، ذریعہ شرک کے انسداد، صاف شفاف اسلامی عقیدہ کے تحفظ اور بازوئے توحید کی حمایت کی خاطر ان مساجد کا ازالہ کیا جائے، کہ جنھوں نے حدیبیہ کے درخت کے پاس جب لوگوں کو جاتے دیکھا تو فتنہ کے اندیشہ سے اسے کاٹ دیا، اور واضح فرمایا کہ پچھلی امتیں اپنے انبیاء کے آثار ونشانات کی تلاش وجستجو ہی کی سبب ہلاک وبرباد ہوئیں، جن کا انہیں حکم نہ دیا گیا تھا، کیونکہ یہ شریعت کا ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہ دی تھی۔

ثانیاً: سابقہ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ آثار سلف کی معلومات یا عبادت اور در ودیوار، مینار ومحراب کو چھونے اور ان سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ان مساجد سبعہ یا دیگر نو ایجاد مساجد کی طرف لوگوں کا جانا اور ان کا قصد کرنا بدعت، اور شرک کی ایک قسم ہے جو کفار کے اس عمل کے مشابہ ہے جسے وہ جاہلیت میں اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کے ساتھ انجام دیتے تھے، لہٰذا ہر اس مسلمان کیلئے جو اپنی ذات کا خیر خواہ ہے ضروری ہے کہ اس بدعی عمل کو ترک کر دے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کی نصیحت کرے۔

ثالثاً: مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ لوگ جو حجاج کرام اور زائرین حرم کو دھوکہ دیتے ہیں اور اجرت لے کر گاڑیوں سے مساجد سبعہ اور ان جیسی دیگر بدعتی جگہوں پر زیارت کی خاطر لے جاتے ہیں، ایسا کرنا حرام ہے، اور اس عمل کے عوض جو مال وہ ان سے لیتے ہیں وہ حرام کمائی ہے، جس سے باز آنا بے حد ضروری ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿**ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، ويرزقه من حيث لايحتسب**﴾ (سورۃ الطلاق: ۲-۳)

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

توفیق دہندہ اللہ جل جلالہ ہی ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

[اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء]

صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

نائب صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آل الشیخ

عضو:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان

بکر بن عبداللہ ابوزید

صالح بن فوزان الفوزان

[فتوی نمبر ۱۹۷۲۹، تاریخ ۱۴۱۸/۶/۲۷ھ]

تبلیغ اسلام

غیر مسلموں میں دعوتِ دین

اہمیت، تقاضے اور طریقۂ کار

● اشفاق احمد سنابلی

مذہب اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے جس کے مخاطب سارے انس وجن ہیں نبی ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لئے ہوئی شریعت محمدیؐ کے علاوہ کوئی بھی شریعت عنداللہ مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ (آل عمران:۱۹)

دوسری جگہ فرمایا: جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا متلاشی ہوگا وہ عنداللہ قابل قبول نہ ہوگا اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (آل عمران:۸۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا: آپ کہہ دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (اعراف:۱۵۸)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری امت میں جو بھی میری بات سن لے وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ ہمیں اسلام کی عظیم نعمت ملی ہے اس گراں قدر نعمت کا صحیح اندازہ وہی کرسکتا ہے جس نے گمراہی کی تاریکی میں اپنا کچھ وقت گزارا ہو، آج دنیا کی اکثریت اس عظیم نعمت سے محروم ہے اور اتھاہ گمراہیوں میں ڈوبی ہوئی ہے بحیثیت مسلمان ہماری کیا ذمہ داری ہونی چاہئے ایک مثال کی روشنی میں اس بات کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں فرض کریں ایک نابینا راستے سے گزر رہا ہے بیچ راستے میں ایک گڈھا ہے جس میں اسے گر جانے کا قوی اندیشہ ہے اتفاق سے آپ وہاں موجود ہیں اس وقت آپ کے دل کی کیفیت کیا ہوگی آپ نابینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے راستہ پار کرائیں گے یا یونہی چھوڑ دیں گے یہی مثال دوسری قوموں کے مقابلے مسلمانوں کی ہے۔ قدم قدم پہ شرک کا بازار گرم ہے اللہ کے بندے اپنے خالق کو چھوڑ کر غیروں کی پرستش میں لگے ہیں ان کی گمراہیوں کے سامنے ہمارے دل میں دردمندی کے وہی جذبات پیدا ہونے چاہئے جو کنوئیں میں گر رہے اندھے کو دیکھ کر ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

ہمیں غور کرنا چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ نے بڑی فکر مندی سے دعوتی مشن کو آگے بڑھایا انسانیت کے غم میں راتوں کی نیند اور دن کے آرام کو خیرآباد کہا ہر لحہ یہی فکر ستاتی رہی کہ انسانیت پیغام حق قبول کرلے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے دور ہٹاتا رہے میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جا رہے ہو۔ (مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام کی حد درجہ شفقت اور حرص کا بیان ہے جو اپنی امت کے ایمان لانے کے بارے میں آپ کے دل میں تھی۔ آپ کو دعوتی ذمہ داری کا بیحد احساس تھا اور اسی کے نتیجہ میں آپ نے کفار و اعداء اسلام کی تکلیفوں اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کیا دعوتی فکر کی بنیاد پر آپ غیر مسلموں کی عیادت کے لئے بھی جایا کرتے تھے تاکہ موقع ملنے پر ان کو اسلام کی دعوت دی جائے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کا بچہ بیمار پڑ گیا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ (بخاری)

نبی علیہ السلام نے دعوت الی اللہ کے فریضہ کو سب مقامات، اوقات اور حالتوں میں سرانجام دیا اس مقصد کی خاطر تا حد استطاعت تمام شرعی وسائل کو استعمال فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے اپنے بعد صحابہ کرام کا ایسا پاکیزہ گروہ چھوڑا جو آپ کے طریقے پر تاحیات عمل پیرا رہے اور بالشت کے برابر بھی کبھی اس سے انحراف نہیں کیا اور انفرادی واجتماعی ہر سطح پر اسلام کی روشنی کو جزیرۃ العرب سے باہر پہنچایا۔

دعوت دین ایک جلیل القدر عمل ہے اور اس کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ نے دعوت دین کو نبی علیہ السلام کے پیروکاروں کا شعار قرار دیا ہے اسی میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (آل عمران:۱۰۴)

دور جدید کا چیلنج ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے مخاطب کو پہچانیں اور اپنے منصب کا عرفان حاصل کریں کہ ہمیں انسانیت کی خاطر وجود میں لایا گیا ہے ہم انسانیت کے لئے رہبر اور قائد کی حیثیت رکھتے ہیں ہم داعی ہیں دوسری قومیں مدعو اور مخاطب لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اسلام کی جس عظیم اور گراں قدر نعمت میں پل رہے ہیں اس سے دوسروں کو آگاہ کریں یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کو پورا کرنے پر اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ بخاری و مسلم میں سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ علیہ السلام نے علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کرتے وقت ارشاد فرمایا: سیدھے جانا یہاں تک کہ ان (یہودیوں) کے علاقے میں پہنچ جانا پھر ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور ان کے ذمہ اللہ کے حق سے انہیں آگاہ کرنا اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے اللہ ایک بندے کو ہدایت دیدے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں کے حصول سے زیادہ بہتر ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر عنوان قائم کیا ہے "**باب فضل من اسلم علی یدیه رجل**" یعنی اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی ایمان لائے۔ (بخاری کتاب الجہاد)

داعی کا اجر و ثواب اس کی موت کے ساتھ منقطع نہیں ہوتا بلکہ جب تک اس کی دعوت پر عمل ہوتا رہے اس کا ثواب جاری رہے گا نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی اس کے لئے عمل کرنے والے کے مثل اجر ہے۔ (ابوداؤد) اس ذمہ داری کو نہ پورا کرنے پر شدید وعید بھی ہے: رسول اکرم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعائیں کروگے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ (ترمذی) مسلم معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے دعوت الی اللہ بے حد ضروری ہے اس لئے کہ گمراہیوں کے مرتکبین کے نتائج صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے برے اثرات پورے معاشرہ پر

پڑتے ہیں۔اگر شرکیہ امور اور فسق و فجور کا خاتمہ نہ کیا گیا تو سارا مسلم معاشرہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آسکتا ہے ہم اس بات کو ایک مثال سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور جو ان حدوں میں مبتلا ہونے والا ہے ان لوگوں کی طرح ہے جو ایک کشتی پر سوار ہوئے انہوں نے کشتی کے اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے قرعہ اندازی کی پس ان میں سے بعض اس کے بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ بالائی حصے پر سے گزرتے ان کا گزرنا اوپر والوں کو ناگوار گزرتا چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے نچلے حصے میں سوراخ کرلیں تاکہ اوپر جانے کے بجائے سوراخ ہی سے پانی لے لیں اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے اس ارادے سمیت چھوڑ دیں یعنی انہیں سوراخ کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کرلیں تو سب کے سب ہلاک و برباد ہوجائیں گے (کیونکہ سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہوجائے گا جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہوجائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں سوراخ نہیں کرنے دیں تو وہ خود بھی اور تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔(بخاری) حدیث میں اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا کا مطلب اللہ کی منع کردہ چیزوں کا انکار کرنے والا اور ان کا ازالہ اور رفع کی کوشش کرنے والا۔(ریاض الصالحین:۱/۲۰۳)

کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ آج پوری دنیا میں نظریاتی وتہذیبی کشمکش بہت گرم ہوگئی ہے اور ہر نظریے کے علمبردار اپنے نظریے کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اس کے لئے بڑی بھاری رقم خرچ کرتے ہیں انہوں نے میڈیا کو بھی اس کام پر لگا دیا ہے اور اپنے نظریے کی تبلیغ کے لئے بڑے بڑے مراکز قائم کر رکھے ہیں جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ دین اسلام ایک عالم گیر دین ہے جو تمام انسانوں کو اپنا پیغام دینا چاہتا ہے۔یہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ دین ہے یہی وہ کامل دین ہے جو تمام سفینۂ زندگی کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے، یہ ایک عالمی پیغام ہے جس سے کوئی بے نیاز نہیں ہوسکتا یہی انسانیت کی تمام مشکلات کا واحد حل ہے اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ دعوت دین کا کام امت مسلمہ کے لئے شرف وفضیلت کی بات ہے کیونکہ انسانیت کو صحیح عقیدہ کی دعوت دے کر آدمی اپنا شمار اس عظیم مقصد رسالت میں کراتا ہے جس کے لئے انبیاء ورسل کی بعثت عمل میں آئی اس ذمہ داری کی ادائیگی سے مسلمان ایک بڑے مقصد کی تکمیل کرتا ہے جس سے خیر امت کے مقام کو وابستہ کیا گیا ہے لہٰذا امت مسلمہ کا ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت انفرادی طور پر اس کی ذمہ داری ہے کہ دین اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دے۔دعوت الی اللہ کی یہ ذمہ داری جو امت مسلمہ پر ڈالی گئی ہے اس کی حیثیت اختیاری نہیں کہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے یہ ذمہ داری ایسی ہے کہ ہر حال میں بقدر استطاعت اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس معاملہ میں کوئی بھی عذر قابل قبول نہیں۔

غیر مسلموں میں دعوت دین کا طریقہ:

دعوت الی اللہ کی کیفیت اور اسے پیش کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب میں بیان کردیا ذخیرۂ احادیث میں بھی بہت سے دلائل پائے جاتے ہیں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: اے پیغمبر! لوگوں کو حکمت اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مباحثہ کرو۔(النحل:۱۲۵) امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ حکمت اس خوبی کا نام

ہے جس کے ذریعے انسان غیر دانشمندانہ اقدامات سے بچتا ہے حکمت انسان کو بیہودگی کے ارتکاب سے روکتی ہے باطل کو اختیار کرنے سے باز رکھتی ہے۔(ابن باز کا پیغام داعیان اسلام کے نام:ص ۳۷)

۱) داعی اپنے آپ کو ایک نمونہ اور اسوہ کے طور پر پیش کرے اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

۲) داعی کے لئے ضروری ہے کہ علوم شرعیہ سے واقف ہو۔ڈاکٹر محمد امان علی جامی لکھتے ہیں کہ عصر حاضر میں بہت سی تنظیمیں دعوت الی اللہ کا کام کررہی ہیں مگر اس کی اکثریت علم وبصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہیں۔ (مشاکل الدعوۃ فی العصر الحدیث۔ص:۲۱۸)

دعوت دین کے لئے شرعی علوم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے وہ لوگ جو شرعی علوم پورے طور پر حاصل کئے بغیر دعوتی میدان میں آجاتے ہیں اختلاف وانتشار اپنوں اور دوسروں کی پریشانیوں کا سبب بن جاتے ہیں۔

۳) مدعو کی پہچان اور اس کے نظریات اور تصورات کی واقفیت حاصل کرنا چنانچہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم غیر مسلموں میں تبلیغ شروع کرنا چاہیں تو ضرورت ہے کہ ہمیں ان کے معتقدات اور نظریات کا علم ہو۔ (خطبۂ صدارت:ص ۴۵) کیونکہ اس طریقہ سے اس کے دل میں گھر کرنے کا راستہ ہموار ہوتا ہے مسلمان کا کام بیماری کی تشخیص کرنا اور پھر اس کیلئے دوا اور علاج پیش کرنا ہے، اسے اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ دوسرے لوگ چل کر اپنے علاج کے لئے اس کے پاس آئیں بلکہ اسے خود ہی لوگوں کے پاس جانا چاہئے اور اس کے لئے مختلف مناسبات کی تلاش بھی کرنا چاہئے۔

۴) داعی کیلئے ضروری ہے کہ دعوتی موضوعات میں اسلامی عقیدہ کو بنیادی اہمیت دے اور کوشش کرے کہ مدعو کے ذہن میں ایمان باللہ کا بیج اچھی طرح بودے اس میں کوئی شک نہیں کہ مدعو کو جب صحیح اسلامی عقیدہ کا پختہ شعور ہوجائے گا تو پھر اسے دیگر اسلامی اصول اور اس کی تعلیمات سے آگاہ کرنا آسان ہوجائے گا۔

۵) داعی کے لئے یہ بات بھی اہم ہے کہ جو لوگ اس کے مخاطب ہیں انہیں دعوت نہایت مہذب اور شیریں اسلوب میں دے اور رسوا کن انداز سے یکسر احتراز کرے۔

۶) موجودہ دور میں حالات کے تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے دعوت کے اسلوب میں جدید وسائل کا استعمال بھی ضروری ہے۔

۷) دعوتی کام میں تاکیدی طور پر صبر کا حکم دیا گیا ہے داعی کو اپنے دعوتی کوششوں کے ثمرات ونتائج دیکھنے میں جلد بازی سے گریز کرنا چاہئے۔

۸) ایک مسلمان سے اللہ کی راہ میں قربانی مطلوب ہے وقت کی قربانی اور جدجہد کی قربانی، مال کی قربانی وغیرہ اس قربانی کا تقاضا ہے کہ اسلام کے مفاد کو ہر چیز پر ترجیح دے۔آج مسلمانوں کے دلوں میں دینی جذبہ کی کوئی کمی نہیں اسلام کیلئے ان کے دلوں میں تڑپ ہے مگر انہیں ضرورت ہے ایسے دعاۃ کی جو صراط مستقیم کی صحیح رہنمائی کرسکیں اور دین اسلام کی صحیح دعوت برادران وطن میں پیش کرسکیں۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو اچھا داعی بنائیں ہمارا میدان جو بھی ہو چاہے ہم ڈاکٹر ہوں یا انجینئر یا کسی بھی ڈپارٹمنٹ سے ہمارا تعلق ہو اگر ہم یہ عزم کرلیں کہ ہم اپنا اولین فریضہ دعوت کو سمجھیں گے تو ہر میدان میں اسلام کی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کا سچا داعی بنائے۔آمین

فضائل اعمال

یوم عرفہ: فضائل وخصوصیات

● محمد عاطف شہاب الدین سنابلی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ پر خصوصی فضل وکرم فرمایا کہ اس کی ہدایت کے لئے محسن انسانیت نبی رحمت محمد ﷺ کو آخری رسول بنا کر مبعوث فرمایا اسی طرح اللہ عزوجل نے امت کے نیک بندوں کے لئے خاص مہربانی کرتے ہوئے ایسے مواسم طاعات، مواقع حسنات اور خیرات وبرکات کے اوقات مقرر فرمائے جن میں آخرت کے متعلق فکر مند اور خیر وبھلائی کے متلاشی لوگ کثرت کے ساتھ نیک اعمال کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ خیر وبھلائی کو جمع کرنے اور نیکیوں کو بٹورنے کی سعی کرتے ہیں جب کہ غافل لوگ ان عظیم ترین لمحات کو لہو ولعب میں گزار دیتے ہیں یا یونہی لایعنی اور بے مقصد امور میں ضائع اور برباد کر دیتے ہیں ایسے ایام اور اوقات میں قابل ذکر، لائق قدر اور انتہائی اہمیت کے حامل ایام ہیں جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک فضلیت حاصل ہے ایک دن عرفہ کا دن ہے (یعنی نوویں ذوالحجہ کا دن) کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں جابجا اس عظیم اور مبارک دن کے فضائل وخصوصیات اور خوبیوں کو اجاگر کیا گیا جس کا مختصر ذکر کچھ اس طرح ہے۔

عرفہ کا نام عرفہ کیوں پڑا؟

بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور انہوں نے آپ کو حج کرایا جب عرفات میں پہنچے تو پوچھا کہ "عرفت" کیا تم نے پہچان لیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا "عرفت" میں نے جان لیا کہ اس سے پہلے وہ یہاں آچکے تھے اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفہ ہوگیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرہ:۱۹۷)

الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) کے اندر کئی ایک اقوال کے ساتھ ساتھ ایک قول یہ بھی موجود اور منقول ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما الصلوۃ والتسلیم کو جب جنت سے انہیں زمین پر اتارا گیا تو ایک طویل طلب اور لمبی جستجو کے بعد دونوں کی ملاقات عرفہ کے دن مقام عرفات میں ہوئی اور دونوں نے وہیں ایک دوسرے کو پہچان لیا اس لئے اس دن کو عرفہ اور اس جگہ کو عرفات کہا جانے لگا۔ واللہ اعلم (تفسیر القرطبی ۲/۴۰۷)

۱- یوم عرفہ ہی وہ مبارک دن ہے جس کی عظمت اور اہمیت کے پیش نظر اللہ عزجل نے اس دن کی دو مرتبہ قسم کھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قسم ہے شفع اور وتر کی"۔ (سورۃ الفجر:۳)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے شفع اور وتر کی تفسیر کرتے ہوئے جہاں اس کے کئی ایک معانی بیان کئے ہیں اس کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ شفع سے مراد یوم النحر (دس ذی الحجہ) اور وتر سے مراد یوم عرفہ (نوی ذی الحجہ) ہے عن ابن عباس۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ

الْبُرُوجِ oوَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ oوَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ﴾ (البروج:۱-۳)

ایک صحیح حدیث سے اس بات کی تائید اور توثیق ہوتی ہے کہ مذکورہ آیات میں ''مشھود'' سے مراد ''یوم عرفہ'' ہے۔ جیسا کہ سنن الترمذی کے اندر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**الیوم الموعود یوم القیمة، والیوم المشهود یوم عرفة والشاهد یوم الجمعة**" (رواہ الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ البروج، ۳۲۶۶ وحسنہ الالبانی، الصحیحہ: ۱۵۰۲، المشکاۃ التحقیق الثانی: ۱۳۶۲)

۲- یوم عرفہ ''عہد الست (الست بربکم) کا دن:

عہد الست وہ عہد و پیمان اور میثاق ہے جو ''الست بربکم'' سے بنی ہوئی ترکیب ہے یہ عہد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لے، لیا گیا۔ اس کی تفصیل ایک صحیح حدیث میں اس طرح آتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عرفہ والے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں موجود تمام ارواح (اولاد) سے میدان عرفات (مقام لقمان) میں عہد لیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صلب سے ان کی ساری اولاد نکالی جو اسے پیدا کرنی تھی اور انہیں ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں پھیلایا پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کلام کیا اور اس بات کا عہد لیا ''الست بربکم'' کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں (ارواح واولاد) نے کہا: کیوں نہیں، (ارشاد ہوا) ہم نے تمہاری گواہی اس لئے لے لی تا کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا تم یہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد نے شرک کیا تھا ہم ان کے بعد ان ہی کی اولاد تھے تو کیا ہمیں باطل پر رہنے والوں کے عمل کی پاداش میں ہلاک کردیں گے۔ (رواہ احمد فی مسندہ، رقم: ۲۳۲۷ وصححہ الالبانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم: ۱۶۲۳)

۳- یوم عرفہ تکمیل دین اور نعمت کے پوری ہونے کا دن ہے:

عرفہ کا ہی وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کیا ہم پر اپنی نعمتوں کا اتمام کیا اور بحیثیت دین کے اسلام کو ہمارے لئے منتخب اور پسند فرمایا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۳) حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کرتے رقمطراز ہیں:

امت محمدیہ پر یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی زبردست، بہترین، اعلیٰ اور افضل ترین نعمت ہے کہ اس نے ہر طرح اور ہر حیثیت سے دین اسلام کو کامل اور مکمل کر دیا لہٰذا اب اس امت کے افراد کو اس دین (دین اسلام) کے سوا کسی اور دین کی احتیاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ کے سوا کسی اور نبی کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے نبی محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو خاتم النبیین بنایا ہے آپ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجا ہے حلال وہی ہے جسے آپ حلال کہیں، حرام وہی ہے جسے آپ ﷺ حرام کہیں، دین وہی ہے جسے وہ مشروع قرار دیں آپ ﷺ کی تمام باتیں حق اور صداقت والی ہیں جن میں کسی طرح کا جھوٹ اور خلاف نہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''یعنی تیرے رب کا کلمہ پورا ہوا، جو خبریں دینے میں سچا ہے اور امر و نہی اور حکم و منع میں عدل والا ہے۔'' (الانعام: ۱۱۶)

دین کو کامل کرنا تم پر اپنی نعمت کو بھرپور کرنا ہے چونکہ خود میں تمہارے لئے اس دین اسلام پر خوش اور راضی ہوں اس لئے تم بھی اس پر راضی رہو۔ یہی دین اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور منتخب ہے

اس کو دے کر اس نے اپنے افضل رسول اللہ ﷺ کو بھیجا ہے اور اپنی اشرف اور مبارک کتاب نازل فرمائی ہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں:

سدی رحمہ اللہ کا قول ہے: کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی اس کے بعد حلال وحرام کا کوئی حکم نہیں اترا، (تفسیر ابن کثیر)

تکمیل دین والی آیت ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ کو عرفہ کے دن نازل ہوئی تھی اور اس دن جمعہ کا دن تھا جیسا کہ درج ذیل صحیح احادیث سے بھی واضح ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں طارق بن شہاب زہری سے مروی ہے کہ یہودی لوگ (کعب احبار) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! تم اپنی کتاب (قرآن کریم) میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کہ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اسے عید (جشن) کا دن مقرر کر لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سی آیت؟ تو وہ کہنے لگے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ والی آیت۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت کب اور کہاں اتری اور اس وقت آپ کہاں تشریف رکھتے تھے مجھے اچھی طرح معلوم ہے یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور ہم اس وقت مقام عرفات میں تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب التفسیر، رقم:۵۳۳۲، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ الیوم اکملت، رقم ۴۲۴۰)

۴- یوم عرفہ گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کا دن ہے:

عرفہ کا ہی وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت قریب ہوتا ہے اور اپنے بندے اور بندیوں کو کثیر تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہے اور اہل عرفات کی طرف نظر رحمت کرتا ہے اور ان کی مغفرت فرماتا ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ (جہنم) سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا کہ عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر اپنے بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں۔ (رواہ مسلم، کتاب الحج باب فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ رقم:۲۴۰۲)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ عرفہ کی شام اہل عرفات کی تعداد اور اس عظیم منظر کو فرشتوں کو دکھا کر ان سے بطور فخر بیان کرتا ہے کہ دیکھو! یہ میرے بندے پراگندہ بال اور گرد آلود چہرے لے کر یہاں حاضر ہوئے ہیں تم گواہ رہو کہ ہم نے ان کے تمام گناہوں کو بخش دیا اور ان کے گناہوں کو بھی بخش دیا جن کی یہ سفارش کر رہے ہیں۔ (اخرجہ احمد فی مسندہ، صححہ الالبانی فی صحیح الترغیب والترھیب رقم:۱۱۵۳ وقال اسنادا حمد لا باس بہ، صحیح ابن حبان وغیرہ)

امام نووی رحمہ اللہ صحیح مسلم کی مذکور روایت کی تشریح کرتے لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث یوم عرفہ کی افضیلت پر واضح اور بین دلیل ہے اور یہی بات صحیح اور درست بھی ہے کہ یوم عرفہ ہی سال کا سب سے افضل دن ہے مثال کے طور پر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اپنی بیوی کو سب سے افضل دن میں طلاق دوں گا تو ہمارے احباب کی رائے کے مطابق اس کے اس قول میں دو باتوں کا احتمال ہے اور اس کے اس قول کو دو معانی میں لیا جا سکتا ہے ایک تو جمعہ کا دن کیونکہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے "**خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة**" اور دوسرا یوم عرفہ بھی ہو سکتا ہے اور عرفہ کا دن ہی زیادہ صحیح ہوگا اور جمعہ والی روایت ہفتہ کے ایام میں جمعہ کو

افضیلت پر محمول کیا جائے گا جبکہ سال میں عرفہ کا ہی دن سب سے افضل ہے۔ (صحیح مسلم بشرح النووی: ۱۲۹/۵-۱۲۸)

۵- یوم عرفہ ایام حج میں سے ایک اہم دن ہے:

یوم عرفہ جہاں سال کا سب سے افضل دن ہے وہیں حج کے ایام میں بھی اسے ایک اصل اور اساس کی حیثیت حاصل ہے اسی دن آفاق ارض اور انحاء عالم سے مسلمان عرفات میں اتنی بڑی تعداد میں جمع اور اکٹھا ہوتے ہیں کہ اس دن کے علاوہ اتنے بڑے جم غفیر کی نظیر نہیں ملتی ہے عرفہ کے دن میں یہ مجمع خلائق بروز قیامت اللہ عزوجل کے حضور پیشی اور قیام کی تذکیر اور یاددہانی بھی کراتا ہے اور اس کی ایک جھلک ہر سال پیش کرتا ہے عرفہ کا دن حج کے ایام میں ایک اہم دن ہے اس دن حاجی کے لئے عرفات میں وقوف ضروری ہے۔ یہ حج کا انتہائی اہم رکن ہے جس سے یہ وقوف فوت ہو جائے اس کا حج نہیں جیسا کہ سنن ابی داؤد میں عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ میدان عرفات میں تھے اس دوران میں نجد کی طرف سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ایک شخص کو کہا اے اللہ کے رسول! (ﷺ) حج کیسے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک شخص کو حکم دیا اور اس نے پکار کر کہا: حج: حج عرفہ کا دن ہے جو شخص مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز سے پہلے آ گیا اس کا حج پورا ہو گیا......الحدیث (رواہ ابوداؤد، کتاب المناسک، باب من لم یدرک عرفۃ، رقم ۱۹۴۹، سنن الترمذی رقم، ۸۸۹، ۸۹۰۔ والنسائی ۳۰۱۹، وابن ماجہ، رقم ۳۰۱۵، وصححہ الالبانی)

۶- یوم عرفہ کی دعاء بہتر اور افضل دعا ہے:

دعا مومن کا ہتھیار، غمزدوں اور غمگینوں کا مداوائے غم ہے، متقین اور صالحین کا وطیرہ اور شیوہ ہے، پریشانی کو دور کرنے اور مطلوب کو حاصل کرنے کا ایک قوی وسیلہ اور ذریعہ ہے اگر یہ دعا اس کے آداب وشروط کے ساتھ کی جائے تو بارگاہ رب کریم ورحیم میں ضرور قبول ہوتی ہے لہٰذا ایک بندۂ مومن کو چاہئے کہ وہ عرفہ کے دن کثرت سے دعائیں کرے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عرفہ کے دن کی دعا افضل دعاؤں میں سے ایک ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث کے اندر ہے۔

عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہتر بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی یہ ہے **"لاالــه الا اللــه وحده لاشريك لـه، لـه الملك وله الحمد وهو على كـل شـئى قـدير"** اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اس کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (رواہ الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء یوم عرفہ، رقم، ۲۵۰۹، شیخ البانی نے اسے صحیح الترمذی میں حسن قرار دیا ہے، دیکھئے تخریج مشکاۃ المصابیح رقم، ۲۵۹۸، صحیح الجامع للالبانی ۳۲۶۹، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۱۵۰۳)

مذکورہ بالا حدیث سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عرفہ کا دن بکثرت شہادت توحید اور کلمۂ توحید کے پڑھنے اور ذکر کرنے کا دن ہے۔

۷- یوم عرفہ کا صوم دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے:

اسلامی سال کے اس عظیم ترین اور مبارک دن کی ایک فضیلت اور خوبی یہ بھی ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنے سے بندے کے آئندہ اور

گزشتہ دو سال کے صغائر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

''ابوقتادہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے''۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر وصوم یوم عرفۃ رقم ۱۹۷۷)

لہٰذا ایک مسلمان بھائی کو چاہئے کہ وہ خود بھی روزہ رکھے اور اپنے احباب واقارب، دوستوں اور پڑوسیوں کو اس پر ابھارے۔

واضح رہے کہ یہ روزہ غیر حجاج کے لئے ہے حاجیوں کے لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا غیر مسنون اور غیر مشروع ہے۔ لطائف المعارف: ص ۴۸۶، میں حافظ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ سے حاجیوں کے لئے عرفہ کے صوم سے مخالفت کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ حجاج بیت اللہ اللہ کے مہمان ہیں لہٰذا کسی شریف آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے مہمانوں کو بھوکا رکھے۔

صوم عرفہ کس دن رکھا جائے؟

مسئلہ رؤیت ہلال ص ۳۸۹ میں ممتاز عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ یوم عرفہ سے مراد وہ دن ہے جب سعودی عرب میں ۹/ ذی الحجہ ہو۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، جب ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ، رمضان کا آغاز سب اپنی رؤیت کی بنیاد پر کرتے ہیں تو پھر عرفہ سے مراد بھی ذوالحج کی ۹/ تاریخ ہوگی جو ہماری رؤیت کی بنیاد پر ہوگی۔ قطع نظر اس کے کہ اس روز سعودی عرب میں یوم عرفہ ہوگا یا نہیں؟ صحیح اور درست بات یہی ہے کہ ذوالحجہ کی ۹/ تاریخ کو ہی عرفہ کا صوم رکھا جائے سعودی عرب کی تاریخ کا اعتبار نا کرکے جہاں جو ہے اسی تاریخ پر ہی اعتماد کرتے ہوئے روزہ رکھے گا۔

سلف صالحین کے نزدیک یوم عرفہ کی قدر و منزلت:

سلف صالحین نیکیوں کے بے انتہا حریص اور حسنات کے عادی اور خوگر تھے مواقع حسنات وخیرات بے انتہاء قدر کرتے تھے ہمارے اسلاف یوم عرفہ کی بے حد قدر اور اس کا اہتمام کرتے تھے ان کے اعتناء سے متعلق چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

حکیم بن حزام عرفہ کی شام سو گردن آزاد کرتے اور یوم النحر (قربانی کے دن) سو اونٹ قربان کرتے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اللہ کی وحدانیت اور حمد وثنا کا گن گاتے ہوئے یہ دعا پڑھتے **"لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ نعم الرب ونعم الالہ، احبہ واخشاہ"** (المستطرف ۱/۲۳)

عبداللہ بن جعفر کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے حج کیا اس وقت ان کے ساتھ بیس سواریاں تھیں اور وہ پیدل چل رہے تھے یہاں تک کہ مقام عرفات میں پہنچے اور وہاں انہوں نے وقوف کیا اس کے بعد بیس غلاموں کو آزاد کیا اور انہیں بیس سواریاں عطا فرمائیں اور بیس ہزار دینے کا حکم دیا اور اس کے فرمایا: میں نے انہیں خوشنودئ مولیٰ اور مرضئ رب کی غرض سے آزاد کیا ہے اس امید کے ساتھ کہ اللہ مجھے جہنم سے آزاد کردے۔

مولائے کریم سے دعا ہے کہ الہ العالمین ہمیں اس مبارک اور عظیم ترین دن کی قدر کرنے اور اس میں زیادہ سے زیادہ دعا، ذکر اور نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

فقہ وفتاوی

تکبیرات عیدین، تقبل اللہ منا ومنکم کے ذریعہ مبارکبادی عید کے دن معانقہ کرنے، غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینے اور میت کی طرف سے قربانی کا حکم

● عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

سوال: عیدین میں تکبیرات پڑھنے کا وقت اور الفاظ کیا ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: عیدین میں تکبیر پکارنا شرعی طور پر مسنون ومشروع ہے۔ عیدالفطر میں چاند نکلنے کے بعد سے لے کر خطبہ عید کے ختم ہونے تک اور عیدالاضحیٰ میں عشرۂ ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ کے چاند نکلنے سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳/ ذی الحجہ کی شام تک تکبیرات پکارنا چاہئے۔

عیدالفطر کے سلسلے میں فرمان باری ہے کہ ﴿وَلِتُكْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ﴾ اور تاکہ تم مدت پوری کرلو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو یعنی تکبیر پکارو جیسا کہ تم کو ہدایت ہے۔ (البقرہ:۱۸۵)

اور عیدالاضحیٰ کو عشرۂ ذی الحجہ کے سلسلے میں ہے کہ ﴿وَاذْكُرُواْ اللّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ کہ چند متعین دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ (البقرہ:۲۰۳)

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ کہ چند مقررہ دنوں میں اللہ کا نام بیان کرو۔ (الحج:۲۸)

مذکورہ آیات میں ایام معلومات سے مراد عشرۂ ذی الحجہ اور ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر منقول ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق رقم ۹۶۹)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ دونوں عشرۂ ذی الحجہ میں بازاروں میں نکل کر بلند آواز سے تکبیر پکارتے تھے۔ (حوالہ سابق) اور اسی طرح منیٰ میں ایام تشریق میں اپنے قبہ میں، مسجد میں، بستر اور خیمہ میں، اپنی مجلس، راستہ چلتے وقت، فرض نمازوں کے بعد بآواز بلند تکبیر پکارا کرتے تھے۔ (بخاری/العیدین/باب التکبیر ایام منی رقم ۹۶۹-۹۷۰)

کلمات تکبیر:

تکبیرات کے الفاظ شرعی طور پر مطلق وارد ہیں، کوئی مخصوص لفظ ان تکبیرات کے لئے مقرر نہیں ہے۔ اس لئے تکبیر اور ذکر کے معنی کو ادا کرنے والے ہر لفظ سے تکبیر پکارا جا سکتا ہے البتہ اس

سلسلے میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ الفاظ منقول ہیں جنہیں وہ عیدین میں پڑھتے تھے۔

۱-حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ وہ "**الله اكبر الله اكبر الله اكبر كبيرا**" پکارتے تھے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۳۱۶)

۲-حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے درج ذیل الفاظ مروی ہیں:

الله اكبر، الله اكبر لااله الا الله والله اكبر والله اكبر ولله الحمد(مصنف ابن ابی شیبہ:۱/۴۸۹)

۳-حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی یہ کلمات **الله اكبر الله اكبر كبيرا الله اكبر واجل، الله اكبر ولله الحمد**"(مصنف ابن شیبہ۱/۴۸۹)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی مذکورہ الفاظ کو ابن ابی شیبہ، بیہقی اور محاملی کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے انہیں صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد۳/۱۲۵-۱۲۶۔رقم:۶۵۴)

۴-اسی طرح "**الله اكبر الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا سبحان الله بكرة واصيلا**" جسے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے اسے بھی پڑھا جاسکتا ہے اگرچہ یہ اس موقع کے لئے منصوص نہیں ہے لیکن چونکہ مطلق تکبیر کا حکم ہے اس لئے تکبیر کے ذکر کردہ مذکورہ الفاظ وکلمات یا اس کے علاوہ تکبیر کے لئے مطلقاً وارد دیگر کلمات کو بھی بلا کسی قید کے پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ قرآنی آیات واحادیث سے مطلقاً تکبیر پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال: عیدین میں مبارکبادی کے لئے استعمال کئے جانے والے دعائیہ کلمات "**تقبل الله منا ومنكم**" کا شرعاً کیا حکم ہے، واضح کریں؟

جواب: "**تقبل الله منا ومنكم**" ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اور ہم سے (عید کو) قبول فرمائے، اس دعائیہ کلمہ کا عید کے دن مبارکبادی اور تہنیت کے لئے استعمال کرنا جائز اور درست ہے جیسا کہ محمد بن زیاد الالھانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوامامہ الباہلی کو دیکھا کہ آپ عید میں اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ: "**تقبل الله منا ومنكم**" شیخ البانیؒ نے اس کی سند کو "تمام المنہ" میں صحیح قرار دیا ہے اور اس کے بعد ذکر فرمایا کہ اس کی روایتیں صحیح ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے اور تابعین بھی ان کے نقش قدم پر ایسا کرتے رہے ہیں۔(تمام المنہ ص۳۵۴)

دیگر روایتوں سے بھی "**تقبل الله منا ومنكم**" کا ثبوت ہے جیسا کہ جبیر بن نفیر کی روایت میں ہے۔(فتح الباری ۲/۵۴۱) اور حضرت واثلہ بن الاسقعؓ کی روایت میں صحیح سند سے موقوفاً مروی ہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی نمبر۱۷۵۸۹) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عمل سے بھی یہی ثابت ہے۔(شعب الایمان للبیہقی نمبر۳۵۶۵)

اس لئے مذکورہ روایات وآثار کی روشنی میں عیدین کے دن تہنیت ومبارکبادی کے لئے **تقبل الله منا ومنكم** کہنا درست اور جائز ہوگا۔

سوال: قربانی کا گوشت غیر مسلموں میں تقسیم کرنا یا انہیں دینا شرعاً کیسا ہے واضح کریں؟

جواب: غیر مسلم یا کافر کو بشرطیکہ وہ محارب (یعنی مسلمانوں کے خلاف علی الاعلان جنگ) جنگ کرنے والا نہ ہو تو اسے قربانی کا گوشت دینا جائز اور درست ہے جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(الممتحنۃ:۸) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/۸]

شیخ الحدیث عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مسئلہ صحیح یہ ہے کہ غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا بلا کراہت جائز ہے۔امام احمد، ابوحنیفہ اور ابن حزم وغیرھم بلا کراہت جائز کہتے ہیں لعموم قولہ "**کلو واطعموا وادخروا**" کھاؤ کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔امام مالک بھی جائز کہتے ہیں لیکن مع الکراہۃ۔[فتاوی شیخ الحدیث ۴۰۲/۲]

سوال: عیدین میں گلے ملنا اور معانقہ کرنے کا کیا حکم ہے وضاحت کریں؟

جواب: عیدین کی نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف تقبل اللہ منا ومنکم کہہ کر مبارکبادی دینے کا ثبوت ہے، اس کے علاوہ معانقہ کرنا، گلے ملنا، بغل گیر ہونا وغیرہ وغیرہ نہ تو نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام سے ایسا کرنے کا کہیں کوئی ثبوت ملتا ہے، شیخ الحدیث عبیداللہ مبارکپوریؒ لکھتے ہیں کہ: عیدین کی نماز کے بعد معانقہ کرنا اور بغل گیر ہونا نہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین سے غرض یہ کہ یہ چیز قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں تھی اور فرماتے ہیں: "**من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد**" پس اس فعل کے ناجائز و بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

[فتاوی شیخ الحدیث:۴۲۷/۱] مزید دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ ۴۳۰/۵)

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی خوشی اور غمی بھی نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق گزاریں اور آپ کی اور صحابہ کرام کی زندگی کو اپنے لئے اسوہ سمجھیں۔

سوال: میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں وضاحت کریں؟

جواب: میت کی طرف سے قربانی کے سلسلے میں اہل علم کے مابین قدیم زمانے سے اختلاف چلا آرہا ہے بعض اہل علم نے اسے جائز قرار دیا ہے اور میت کی طرف سے صدقہ وغیرہ کے سلسلے میں وارد دلائل کے عموم نیز زندوں کے ساتھ مردہ کی قربانی کے جواز اور شمولیت کے سلسلے میں وارد نصوص سے استدلال کیا ہے جب کہ بعض دیگر اہل علم نے اس کی انفرادی طور پر مستقل کوئی اصل نہ ہونے کی بنا پر اسے ناجائز قرار دیا ہے حتی کہ بعض علماء نے اسے بدعت بھی کہا ہے لیکن درست اور صحیح بات اہل علم کے فتاویٰ واقوال کی روشنی میں یہی نظر آتی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ جمہور فقہاء،

مشہور محدث عبداللہ بن مبارک امام ابوداؤد، امام بغوی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، صاحب تحفۃ علامہ عبدالرحمٰن المبارکپوری، شیخ الحدیث عبیداللہ الرحمانی، شیخ ابن باز اور سعودی افتاء کمیٹی، مشہور فقیہ ومحقق علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہم اللہ وغیرہم کی رائے ہے۔ البتہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے سلسلے میں تین باتوں کی طرف توجہ دینا بے حد ضروری ہے۔

۱- یہ عام صدقہ ہے اور میت کی طرف سے صدقہ کیا جاسکتا ہے جس کا ثواب اسے پہنچے گا جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے۔

۲- میت کی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھنے والے آدمی کو چاہئے کہ پہلے اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ قربانی زندہ شخص کے حق میں مشروع اور اولیٰ ہے پھر اگر استطاعت ہو تو میت کی طرف سے کرے۔ یا زندہ کے ساتھ ہی **اللھم تقبل منی ومن اھل بیتی** کہہ کر گھر کے سبھی افراد کی جانب سے نیت کرے۔

۳- میت کی طرف سے کی جانے والی قربانی کے پورے گوشت کو فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا جائے۔

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا قول ہے: فرماتے ہیں کہ: **"احب الی ان یتصدق عنه ولا یضحی وان ضحی فلا یاکل منه شیئا ویتصدق بها کلها"** ترجمہ: کہ میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے قربانی نہ کی جائے اور اگر کوئی آدمی قربانی کرے تو اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ پورا پورا صدقہ کردیا جائے۔

(عون المعبود، رقم: ۲۷۷۳، تحفۃ الاحوذی رقم: ۱۵۲۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے جیسے کہ حج کرنا اور صدقہ کرنا جائز ہے البتہ گھر میں قربانی کی جائے گی قبر کے پاس قربانی یا دیگر اعمال نہیں کئے جاسکتے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۷۷/۶)

صاحب تحفۃ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی ترمذی کی شرح میں حدیث علی کو ضعیف قرار دینے کے بعد یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی میت کی طرف سے منفرداً قربانی کرے تو احتیاط اسی میں ہے کہ اسے صدقہ کردیا جائے۔

(تحفۃ الاحوذی رقم: ۱۵۱۸، ۶۵/۵-۶۶)

شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ نے بھی مرعاۃ میں صاحب تحفہ کے اس قول کو ذکر فرمایا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۹۳/۵-۹۴)

سعودی افتاء کمیٹی اللجنۃ الدائمہ نے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی نگرانی میں ایک سوال کے جواب میں اسی طرح کا فتویٰ دیا ہے لکھتے ہیں: قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کی ہے اور امت کو اس پر ابھارا ہے اور اصل یہ ہے کہ اپنے وقت پر زندوں پر ان کی طرف سے یا ان کے گھر والوں کی طرف سے مطلوب ہے البتہ میت کی طرف سے قربانی کرنا اگر اس کی وصیت ہے یا اسے کسی وقف میں شامل کر رہا ہے تو وصیت کی تنفیذ ضروری ہے اور اگر وصیت نہیں ہے اور ایک آدمی اپنے متوفی والد یا کسی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو یہ کار خیر ہے اور میت کی طرف سے صدقہ جاریہ ہے اس سے میت کو ثواب

پہنچے گا۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۲/۴۱۸)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ میت کی طرف سے قربانی کی تین شکلیں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر (۱) زندوں کے تابع رکھ کر میت کی طرف سے قربانی کی جائے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(۲) اگر وصیت ہے تو میت کی طرف سے قربانی کرنا وصیت کی تنفیذ کے لئے ضروری ہے۔(۳) اور اگر میت کی طرف سے الگ سے مستقل قربانی کی جائے تو جائز ہے یہ صدقہ ہے اور میت کو اس کا ثواب پہنچے گا۔

(احکام الاضحیہ ص ۵۱، بحوالہ الشرح الممتع علی زاد المستقنع ۷/۴۵۶)

شیخ عثیمین رحمہ اللہ اس پر بدعت کا حکم لگانے کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: میت کی طرف سے بالاستقلال قربانی کے بارے میں مجھے کسی حدیث کا علم نہیں ہے اور اس وجہ سے بعض علماء نے اسے بدعت قرار دیا ہے لیکن اسے بدعت قرار دینا بہت ہی کٹھن اور دشوار کام ہے ہاں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ صدقہ ہے اور میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا ثبوت احادیث میں موجود ہے۔(حوالہ سابقہ: ۷/۴۵۶)

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ عام صدقہ ہے اسے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے اور قربانی کرنے والا پہلے اپنی طرف سے قربانی پیش کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

لبيك اللهم لبيك

یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے، یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور نیمی کا معدا اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خونریزی اور ظلم وسفا کی میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی درندگی ہے یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھویں کی طرح اٹھتی ہیں، صرف دل سے ہی نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں اور یہ ہزاروں سال پیشتر کے عہد الٰہی اور راز و نیاز عبد و معبودی کو تازہ کر رہی ہیں، **لبيك اللهم لبيك ،لبيك لا شريك لك لبيك**

[مقالات آزاد ص ۶۵]

اعجازِ رسالت

ہر اونٹ پہلے قربان ہونا چاہتا تھا!

● عبدالمالک مجاہد

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھنے میں آیا کہ رسول اکرم ﷺ جن سو اونٹوں کو قربانی کے لئے ساتھ لائے تھے انہیں نحر (اونٹ کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر اسے تین پاؤں پر کھڑا کرکے گردن کے آخر میں ہنسلی کی ہڈی کے ساتھ نرم حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے جس سے اس کا خون بہنا شروع ہوجاتا ہے یہاں تک کہ جب خون زیادہ بہہ جاتا ہے تو اونٹ گر پڑتا ہے۔ پھر اس کو ذبح کرلیا جاتا ہے اونٹ کے ذبح کا یہ طریقہ نحر کہلاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کیا کرتے تھے) کرنے کے لئے آپ نے چھرا اٹھایا۔ جب چھرا لے کر اونٹ نحر کرنے کے لئے آگے بڑھے تو ہر اونٹ نبی کریم ﷺ کی طرف آگے بڑھ رہا تھا تا کہ سب سے پہلے اس کی قربانی ہو اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں پہلے اسی کی گردن پر چھرا چلے۔

سبحان اللہ! یہ ہے اللہ کے نبی ﷺ سے وہ محبت جس کی اہمیت واصلیت کو ان اونٹوں نے پہچان لیا تھا اور اللہ کی راہ میں رسول اکرم ﷺ کے ہاتھوں قربان ہونا چاہتے تھے، یہی وہ سچی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ نے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کے لئے رکھی ہے۔ چنانچہ اونٹ نبی کریم ﷺ سے محبت کرتے ہیں، فضا میں پرندے آپ سے محبت کے گن گاتے ہیں، منبر کی لکڑی فرط محبت میں بچے کی طرح روتی ہے، مگر افسوس ان لوگوں پر جو رات دن مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں، اسلام اسلام پکارتے ہیں، محبت رسول کی آواز بلند کرتے ہیں لیکن عملی طور پر نہ جانے رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کا کتنا خون کرچکے ہیں۔

کیا نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ صرف محبت کا دعویٰ کیا جائے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی خواہشات اور بدعات ورسوم کی قربانی پیش نہ کی جائے؟

ذرا دیکھیں ہر اونٹ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آگے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کررہا ہے اور نبی اکرم ﷺ بسم اللہ پڑھ کر نحر کرتے جارہے ہیں اور تریسٹھ اونٹوں کو نحر کرنے کے بعد رک جاتے ہیں۔

شاید اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ تریسٹھ سال آپ کی عمر مقدر ہوچکی ہے چنانچہ چھرا آپ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور بقیہ اونٹ انہوں نے نحر کئے۔

●●●

گوشۂ طب

آتشک-SYPHILIS

● پروفیسر ڈاکٹر عبدالمبین خان

تعریف Definition

یہ بھی ایک متعدی نوعی مرض ہے جو عموماً اعضاء تناسل کو ابتدائی طور پر متاثر کرتا ہے۔ متعدی عورتوں یا متعدی مردوں سے جنسی اختلاط کے نتیجہ میں لاحق ہوتا ہے۔

سبب محرک Causativeorgamnism

آتشک کے جرثومہ کو Treponema pallidum کہتے ہیں، اس کو Spirocheate بھی کہتے ہیں۔

مدت حضانت Incubation period

اس مرض میں حشفہ یا اس کے کچھ پیچھے ایک سخت دانہ ابھر آتا ہے۔ اور بعد میں گول زخم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس زخم میں درد نہیں ہوتا ہے اور زرد آبی رطوبت نکلتی ہے۔ اس مرض کے دوسرے درجہ میں تمام جسم پر دانے نکل آتے ہیں، اور غشاء مخاطی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس کے بعد کے تدریجاً احشاء اور اعضاء بھی متاثر ہوجاتے ہیں، آتشک کے جراثیم Treponema pallidum یا تو مجامعت کے دوران جلد اور غشاء مخاطی کے راستہ داخل ہوتے ہیں جسے کسبی آتشک کہا جاتا ہے یا بچہ ماں کے پیٹ میں آتشک زدہ ہوکر خلقی آتشک کا شکار ہوتا ہے۔

تعدیہ کے درجات Stages of Infection

آتشک کے ابتدائی درجہ اور ثانوی درجہ کے دانوں کی رطوبت میں اس کے جراثیم کثرت سے ملتے ہیں۔ لہٰذا یہ رطوبت اور مرض کے یہ درجات سب سے زیادہ متعدی ہوتے ہیں۔ ان جلدی علامات کے غائب ہوجانے کے بعد بھی عرصہ تک خون میں تعدیہ باقی رہتا ہے۔ تین سال کے بعد یہ تعدیہ ضعیف ہونے لگتا ہے اور چھ سال کے بعد معمولی رہ جاتا ہے ابتدائی اور ثانوی درجہ پر آتشک دوسرے کو جماع کے ذریعہ نہیں لگتا ہے مگر ماں کے ذریعہ اس درجہ میں بھی تعدیہ بچے میں منتقل کر سکتا ہے۔

تحفظ Prevention

کسی متعدی عورت سے جماع کے بعد فوراً عضو تناسل کو ایک نسبت ۲ ہزار $KMNO_4$ کے محلول سے دھو کر اس پر ۳۳ فیصدی کیلومل مرہم مالش کرنا مفید ہے، جو ابھی تک محفوظ ہیں ان کو چاہئے کہ کسی مشکوک عورت سے جنسی لذت نہ حاصل کریں۔ مریض اپنے کپڑے کو ابتدائی اور ثانوی درجہ میں تندرستوں سے الگ رکھے اور جماع سے پرہیز کرے۔ چونکہ آتشک کا تعدیہ براہ راست اتصال سے ہوتا ہے اس لئے اتصال سے پرہیز اس تعدیہ سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ جن عورتوں کو یہ مرض ہوا ہو ان کا مکمل علاج جلد از جلد ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ جو بچے پیدا ہوں ہو خلقی آتشک کا شکار نہ ہوں۔

Treatment:

Early Syphilis: (Less than 1 year duration)

Rx- Benzathine penicillin G (Pendiure LA):2.0 million units by IM inj.as a single dose.

Syphilis of more than one year duration:

Rx-Benzathine penicillin G (Pendiure LA):2.0 million units by IM injection weekly for 3 successive weeks.

For patient allergic to penicillin:

Early Syphilis:

Rx- Tetracycline capsule 500mg 4 time a day for 15 days.

Sypilis of more than one year duration:

Rx-Tetracycline capsule 500mg 4 time a day for 30 days.

For pragnant women allergic to penicillin:

Rx-Erythromycin 500mg 4 times a day for 15 days.

Syphilis for more than one year:

Rx- Erythromycin 500mg 4 times a day for 30 days.

Cogenital Syphilis:

Early (less than two years)

Rx- Inj. Benzathine penicillin G 5,00,000 units/kg body weight IM daily for 10 days.

or Rx - Inj. Aqueous procaine penicillin G 50,000 units/Kg body weight Im daily for 10 days.

Late Congenital Syphilis :(More than Two years)

Rx - Tetracycline Capsule 500mg 4 time a day 15 days.

CHANCROID

Single dose regimens:

Rx- trimethoprim 640mg =Sulphamethoxazole 3200mg p.o.

Or Rx- Inj.Streptomycin 2g.im

Or Rx- Inj.Cetriaxone 250mg im.

Or Rx- Ciprofloxacin 500mg P.o.

Or Rx- Azithromycin 1000mg P.o.

Multiple dose regimens:

Rx- Trimethoprim 160mg + Sulphamethoxazole 800 mg p.o. b.d. for 5-7 days.

Or Rx- Ciprofloxacin 500 mg p.o.qds for 7 days.

Or Rx- Amoxycillin 500mg with Clavulanic acid 250mg tds for 3 days.

Or Rx- Ciprofloxacin 500mg b.d.p.o. for 3 days.

Or Rx- Sulphadiazine 1g orally for 14 days.

Or Rx- Doxycycline 100 mg b.d. for 14 days.

Or Rx- Erythromycin 500mg p.o.qds for 7days.

IF bubo:

Clean ulcer with soap and water. A spirate inguinal bubo with wide needle after spraying with ethyl chloride spray from non dependant site. Apply Neosporin or Soframycin Ointment twice a day.

☆☆☆

آئینۂ جماعت

جماعتی سرگرمیاں

● دفتر صوبائی جمعیت

اہانت آمیز فلم دنیا کے امن سے کھلواڑ کرنے کی بدترین سازش ہے
کوسہ ممبرا میں منعقدہ جلسہ میں مولانا عبدالعظیم مدنی کا اظہار خیال

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا ایک روزہ دینی ودعوتی اجلاس عام بتاریخ ۷/اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بوقت صبح ۱۱/بجے تا نماز مغرب بمقام مسجد حسن کوسہ ممبرا زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز امام مسجد حسن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس کے پہلے خطیب مہسلہ رائے گڈھ سے تشریف لائے ہوئے مہمان مولانا عبدالمعید مدنی تھے آپ نے اسلامی پردہ اور خواتین اسلام کے عنوان سے پرمغز خطاب فرمایا۔ دوسرے مقرر ہفت روزہ اخبار ''عالمی خبریں'' کے ایڈیٹر مولانا جلال الدین محمدی تھے، آپ نے ''مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے سامعین کو خطاب کیا آپ نے فرمایا نوجوان کسی بھی قوم وجماعت قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں نوجوانوں کے اوپر سماجی، خاندانی ومعاشرتی کئی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں آپ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جذباتیت سے اجتناب کریں اور قرآن وسنت کی روشنی میں تعمیر واصلاح کا کام کریں۔

نماز ظہر اور طعام سے فراغت کے بعد اجلاس کا دوسرا سیشن شروع ہوا جس میں جامعہ رحمانیہ کاندیولی کے استاذ حدیث مولانا عبدالحکیم مدنی نے رزق حلال اور سود کی تباہ کاریاں اس اہم عنوان پر مدلل خطاب کیا۔ آپ نے قرآن وسنت کی روشنی میں حلال تجارت کے اصول وضابطے اور سود کی تباہ کاریوں کی وضاحت فرمائی۔ بعد نماز عصر اجلاس کی تیسری نشست کا آغاز ہوا جس میں جماعت کے فاضل نوجوان عالم دین مولانا عنایت اللہ مدنی نے پیغام حج کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ حج مسلمانوں کا سالانہ عالمی اجتماع ہے جوامت مسلمہ کے اتحاد کا عظیم ترین مظہر ہے۔ اس عظیم عبادت سے عقیدہ توحید، اتباع سنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اجلاس کا ایک اہم عنوان ''اہانت رسول ﷺ اور اسلامی موقف تھا جس پر عمرآباد (مدراس) سے تشریف لائے مہمان خطیب مولانا عبدالعظیم مدنی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے حدیث رسول ﷺ کے حوالے سے بتایا کہ نبی ﷺ ملت اسلامیہ کے روحانی باپ ہیں۔ آپ کی توہین کو کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ دنیا کے سامنے نبی ﷺ کے سیرت طیبہ کو پیش کریں دشمن خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ ایسے موقع پر جذباتیت سے بچتے ہوئے صبر وتقویٰ اختیار کریں اور نبی ﷺ کی سیرت کو عملی زندگی میں پیدا کریں۔ بعد ازاں صدر اجلاس مولانا عبدالسلام سلفی تشریف لائے آپ نے سامعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سب لوگ علماء کی قدر کریں کیونکہ یہ وارثین انبیاء ہیں علماء کی برائیاں کرنا نفاق کی نشانیوں میں سے ہے، اللہ کی توفیق اور مسجد حسن کوسہ ممبرا کی انتظامیہ کمیٹی کے حسن تعاون سے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے اس عظیم الشان اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس کی نظامت کا فریضہ مولانا ارشد سکراوی نے انجام دیا۔

ڈاکٹر عبداللہ عبدالحمید مدنی رحفظہ اللہ کا خطاب عام:

ڈاکٹر عبداللہ عبدالحمید مدنی رحفظہ اللہ کی ممبئی آمد پر ضلعی جمعیت اہل حدیث ممبرا کی زیرسرپرستی بتاریخ ۲۵ ستمبر ۲۰۱۲ء بروز منگل بعد نماز مغرب تا عشاء ایک اجتماع عام زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کا انعقاد کیا گیا، پروگرام کا آغاز حافظ شکیل احمد کی تلاوت کلام مجید سے ہوا، حمد باری تعالیٰ مولانا مصطفیٰ اجمل مدنی استاذ جامعہ اسلامیہ نور باغ کوسہ ممبرا نے پڑھی بعد ازاں ڈاکٹر عبداللہ عبدالحمید مدنی رحفظہ اللہ کو خطاب کے لئے آواز دی گئی۔

شیخ محترم نے قرآن وسنت کی روشنی میں سورہ طور کی ابتدائی چند آیات کی مفصل اور جامع تفسیر کی آپ نے سامعین کو کتاب وسنت کی اتباع اور اصلاح عقیدہ واعمال کی طرف توجہ دلائی اور دنیا کی حقیقت کو اجاگر کیا۔ خطاب کے بعد موصوف نے سامعین کی طرف سے پیش کردہ سوالات کا تسلی بخش جواب بھی عنایت فرمایا۔ اجتماع کی نظامت مولانا حمید اللہ سلفی رناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے انجام دی۔ سامعین کی کثیر تعداد نے دکتور رحفظہ اللہ کے خطاب سے استفادہ کیا۔

ضلعی جمعیت اہل حدیث ساؤتھ ممبئی:

ایسے پرآشوب دور میں جہاں مسلمانوں کے مکانات کی تباہی عام ہے۔ مؤمنوں کے روابط وتعلقات کے راستے منقطع ہیں۔ قرآنی احکام سے سردمہری ہے، خواہشات نفسانی کا غلبہ ہے، دشمنوں کی یلغار اور مسلم ممالک پر پے در پے دشمنان اسلام کی یورش ہے دعوت الی اللہ وجوب کا درجہ رکھتی ہے اور یہ وقت کی ایک اہم ضرورت بن گئی ہے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کی توفیق اور اس کے بے پایاں فضل وکرم سے ضلعی جمعیت اہل حدیث ساؤتھ ممبئی (قلابہ تا ورلی) نے انتخاب جدید کے بعد سے ہی ہفتہ واری دروس کے انعقاد کا فیصلہ کیا جو الحمدللہ اب تک پورے آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔ اسکے علاوہ ضلعی جمعیت نے سمر اسلامک کورس کا انعقاد بھی کیا جس میں بہت سارے عصری علوم حاصل کرنے والے طلباء کو دین کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرایا گیا۔ نیز شیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ کے زیر تربیت قرآن وسنت کی روشنی میں توحید کے مسائل سیکھنے کے لئے ۲۰ روزہ تربیتی کورس کا انعقاد بھی کیا گیا جس کے الحمدللہ مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

ضلعی جمعیت کی طرف سے مسجد خالد ٹیمکر اسٹریٹ میں مارچ ۲۰۱۲ء سے باضابطہ ہفتہ واری دروس کا سلسلہ الحمدللہ قائم ہے جس میں شہر کے معزز علماء کے مفید محاضرے ہوتے ہیں۔

جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کا ماہانہ اجتماع:

جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کا ماہانہ اجتماع مورخہ ۷ رستمبر بروز جمعہ بعد نماز عصر مسجد توحید کلیان روڈ منعقد ہوا۔ صدارت فضیلۃ الشیخ خالد جمیل مکی حفظہ اللہ کی تھی جب کہ نظامت کا فریضہ شیخ ریاض احمد سلفی نے انجام دیا۔

جس میں مولانا اشفاق احمد سنابلی، مولانا محمد صدیق سلفی، مولانا محمد مقیم فیضی رحفظہم اللہ کے خطابات ہوئے سامعین کی کثیر تعداد نے پروگرام سے استفادہ کیا۔

بھیونڈی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے حج تربیتی کیمپ کا انعقاد:

مورخہ 16/9/2012 بروز اتوار اقصیٰ گرلز ھائی اسکول بھیونڈی میں عازمین حج کیلئے ایک تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ یہ تربیتی کیمپ ساڑھے نو بجے دن تا ایک بجے نماز ظہر تک چلتا رہا۔ جس کی صدارت مولانا مطیع الحق خان صاحب نے کی۔ حج کے فرائض، واجبات و مستحبات کے موضوع سے انصار زبیر محمدی حفظ اللہ صاحب نے خطاب کیا۔ جبکہ خالد جمیل مکی صاحب نے ''بدعات حج'' کی نشاندھی کی۔ پروگرام کی نظامت شعبان بیدار صفوی نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ جمعیت کی جانب سے عازمین کو کیسیٹس اور کتابچے مفت تقسیم کئے گئے۔ حج کے لئے جانے والے مرد وخواتین کی ایک معتد بہ تعداد نے اس کیمپ سے استفادہ کیا۔

ضلعی جمعیت اہلحدیث حلقۂ اترممبئی کاندیولی:

ضلعی جمعیت اہل حدیث حلقۂ اترممبئی کی زیرنگرانی ماہانہ اجتماع زیرصدارت مولانا الطاف حسین فیضی رحفظہ اللہ جامع مسجد اہلحدیث اصلاح العلوم گاندھی نگر کاندیولی (ویسٹ) بتاریخ ۲۳ رستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰ ربجے شب منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اختر رحمانی نے موت ایک اٹل حقیقت، مولانا عبدالجبار سلفی نے پیغام حج، مولانا عبدالستار سراجی نے خواتین اسلام اوران کی ذمہ داریاں، مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی نے دعوت دین ضرورت وافادیت، مولانا محمد مقیم فیضی نے اتباع سنت مفہوم اورتقاضے، مولانا عبدالسلام سلفی نے موجودہ عالمی مسائل اور مسلمان کے عناوین پر پرمغز اور جامع خطاب کیا۔ صدر اجتماع نے اخیر میں صدارتی کلمات اور دعاؤں پر مجلس کا اختتام فرمایا۔ پروگرام کی نظامت کا فریضہ مولانا محمد اقبال رحمانی صدر مدرس مدرسہ اصلاح العلوم نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ مردوں کے ساتھ عورتوں کی ایک بڑی تعداد شریک اجتماع تھی۔

دھیسر میں عظیم الشان اجلاس عام:

ضلعی جمعیت حلقہ اترممبئی کی زیرنگرانی ایک عظیم الشان اجلاس عام بتاریخ ۷ راکتوبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰ ربجے شب مدرسہ فیضان القرآن ومسجد اہل حدیث دھیسر اوری پاڑہ (ایسٹ) میں زیرصدارت مولانا الطاف حسین فیضی منعقد کیا گیا جس میں مولانا عبدالستار سراجی، مولانا محمود احمد فیضی، مولانا محمد مقیم فیضی، مولانا عبدالحکیم مدنی، مولانا عبدالعظیم مدنی، مولانا عنایت اللہ مدنی، مولانا جنید مدنی، مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہم اللہ کے پرمغز وجامع خطابات ہوئے۔

مذکورہ پروگرام سے مردوں کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ خواتین ملت نے بھی علمی ودینی فائدہ اٹھایا۔ نظامت کا فریضہ مولانا محمد عدیل سلفی نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ محترم حبیب اللہ اور برادرم انعام اللہ ودیگر احباب جماعت ونوجوان دھیسر اس عظیم الشان پروگرام کے انعقاد پر قابل مبارکباد ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

☆ مقامی جمعیت اہل حدیث مالونی کی زیرنگرانی ہفتہ واری پروگرام بتاریخ ۲۳ رستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام مدرسہ تعلیم الاسلام سلفیہ امبوز واڑی آزادنگر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر روڈ گیٹ نمبر ۸ مالونی ملاڈ ویسٹ ممبئی ۹۵ میں منعقد ہوا جس کی صدارت فضیلۃ الشیخ عبدالوکیل صاحب رحمانی امام مسجد اہل حدیث مالونی گیٹ نمبر ۸ ملاڈ جس میں مولانا ابوالکلام سلفی نے پرمغز خطاب کیا۔ پروگرام کی

نظامت کا فریضہ مسعود احمد سلفی نے انجام دیا۔

ضلعی جمعیت اہل حدیث نارتھ ویسٹ ممبئی کی زیر نگرانی ماہانہ و ہفتہ واری پروگرام:

پہلا اجتماع: ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء مدرسہ محمدیہ و مسجد اہل حدیث جوہو گلی اندھیری (ویسٹ) میں منعقد ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ عبدالحق فیضی حفظہ اللہ استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی نے "رزق حلال کی اہمیت" پر پرمغز خطاب پیش کیا۔ دوسرا خطاب فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے سیرت طیبہ کی اہمیت کے عنوان سے تاریخ اور واقعات کی روشنی میں پیش فرمایا۔ نظامت کی ذمہ داری مولانا محمد ایوب اثری نے انجام دیا۔

دوسرا اجتماع: ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا عشاء مدرسہ تعلیم القرآن و مسجد اہلحدیث اینٹ بھٹی گوریگاؤں (ایسٹ) میں منعقد ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے اہانت رسول اور ہماری ذمہ داریاں اور فضیلۃ الشیخ شاہ عالم رحمانی حفظہ اللہ نے قربانی کے فضائل و مسائل اور فضیلۃ الشیخ اشفاق احمد سنابلی حفظہ اللہ داعی صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے پیغام حج اور فضیلۃ الشیخ عبدالستار سراجی حفظہ اللہ استاذ حدیث جامعہ رحمانیہ کاندیولی نے اسلام میں تعدد ازدواج، ان عناوین کے تحت الحمدللہ گرانقدر خطابات ہوئے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی استفادہ کیا، نظامت کی ذمہ داری مولانا شاہ عالم رحمانی حفظہ اللہ نے انجام دیا۔

ہفتہ واری پروگرام: ۲۳ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب مدرسہ محمدیہ و مسجد اہل حدیث گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ) میں منعقد ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے حج ایک جہادی عبادت کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔

ہفتہ واری پروگرام: ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب مدرسہ محمدیہ و مسجد اہلحدیث گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ) میں منعقد ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ اشفاق احمد سنابلی حفظہ اللہ داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تفصیلی و پرمغز خطاب پیش کیا جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔ فللہ الحمد

ضلعی جمعیت اہل حدیث رتناگری کی سرگرمیاں:

ضلعی جمعیت اہل حدیث رتناگری کی سرگرمیاں "مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ" کھیڈ کے زیر اہتمام جاری ہیں۔ ذمہ داران جمعیت نے طے کیا ہے کہ ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو بعد نماز عصر تا مغرب بیت السلام کمپلیکس کھیڈ میں ایک دعوتی و تربیتی پروگرام رکھا جائے۔

چنانچہ پہلا دعوتی و تربیتی پروگرام ۹ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب بیت السلام کمپلیکس کھیڈ میں رکھا گیا جس میں شیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ موصوف نے "علم کی اہمیت اور اس کے فوائد" کے موضوع پر ایک جامع خطاب فرمایا۔

ضلعی جمعیت کے ذمہ داران کا رتناگری شہر کا دورہ:

یوں تو رتناگری شہر میں دسیوں سال سے جمعیت کا کام جاری ہے اور وہاں شہری جمعیت اہلحدیث قائم ہے پہلے کوئی جگہ نہیں تھی

ادھرادھر ملاقاتوں کے ذریعہ لوگوں کو جوڑنے کی کوششیں جاری تھیں الحمدللہ تقریباً ڈیڑھ سال قبل ہی ''مسجد دارالسلام'' کے نام سے ایک خوبصورت عمارت بن گئی ہے جو ماروتی مندر کے قریب راجہ پور کالونی ''ادھم نگر'' میں واقع ہے۔

۱۹ر ستمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ۲ر ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ بروز بدھ ضلعی جمعیت کے ذمہ داران (امیر وناظم) نے منور پٹھان اور عقیل لامباتے (روہا) کے ساتھ چپلون شہر کی لائبریری ''دارالعلم'' اور رتناگری ''مسجد دارالسلام'' کا دورہ کیا اور مقامی ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں۔ وہاں کے موجودہ حالات اور ان کے مسائل سے واقفیت حاصل کی نیز بعد نماز ظہر عبدالواحد انور یوسفی نے ''تعاونوا علی البر والتقوی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا جس میں مسجد، جماعت اور جمعیت سے جڑے رہنے پر زور دیا اور بتایا کہ اس ''مسجد دارالسلام'' سے جماعت کو جوڑنے اور دعوت وتبلیغ کو زیادہ موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ بعد طعام ایک نشست ہوئی جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ماہانہ پروگرام کے وہاں انعقاد کے سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوئی جسے ۴ر نومبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار منعقد ہونا ہے۔

مہسلہ - کوکن:

☆ ۱۸ر شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد مہسلہ صبح ۱۰ تا ظہر شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ کے زیر اہتمام حج تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں شیخ عبدالمعید المدنی/ حفظہ اللہ (امام وخطیب جامع مسجد مہسلہ ومہتمم مدرسہ محمدیہ مہسلہ) نے حج بیت اللہ کے سفر پر جانے والے بھائیوں اور بہنوں کو کتاب وسنت کی روشنی میں نبی ﷺ کے حج کا طریقہ سکھایا۔ الحمدللہ کثیر تعداد میں گاؤں اور اطراف کے لوگ شرکت فرما کر مستفید ہوئے۔

☆ ۱۳ر شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ مطابق ۱ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار ریونیک فاؤنڈیشن مروڈ جنجیرہ کے زیر اہتمام اگرڈانڈا میں ماہانہ پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں شیخ فیضان عبدالعزیز قاضی محمدی/ حفظہ اللہ نے ''اتحاد واتفاق وقت کی اہم ضرورت'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

☆ جامع مسجد مہسلہ میں خواتین ملت کے لئے خصوصی پروگرام:

شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ کے زیر اہتمام ۶ر ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز ظہر تا عصر خواتین کیلئے ماہانہ پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں کامران عبدالعزیز قاضی حفظہ اللہ نے خواتین ایمان وعمل کے موضوع سے خطاب فرمایا۔

ذمے داران جمعیت وجماعت سے اپیل

جملہ مقامی وضلعی جمعیات کے ذمہ داران واحباب جماعت سے پرخلوص استدعا کی جاتی ہے کہ آپ حضرات مع دوست واحباب صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کے اجتماع میں ضرور بالضرور شرکت فرما کر اپنی جماعتی بیداری کا ثبوت دیں اور علمائے کرام کے خطاب سے استفادہ کریں۔ ساتھ ہی مہینے کا پہلا اتوار صوبائی جمعیت کی طرف سے ہونے والے اجتماع کے لئے خاص رہنے دیں اس دن کوئی پروگرام نہ رکھیں۔ (دفتر صوبائی جمعیت)

انورؔ یوسفی

عید قرباں اور موجودہ مسلماں

پرمسرت ہیں فضائیں شاد ہے سارا جہاں
دیکھتا ہوں ہر طرف لطف و مسرت کا سماں

زیب تن ہر فرد کرتا ہے لباسِ فاخرہ
محو ہے رنگ طرب میں آج ہر پیر و جواں

آج ہر چہرہ سے ہے رنگ مسرت آشکار
کیف کے عالم میں ہیں ڈوبے ہوئے خرد و کلاں

دل میں سچا جذبۂ اخلاص ہونا چاہئے
تب کہیں جاکر خدا ہوگا ہمارا پاسباں

ورنہ سب بیکار ہے یہ ظاہری نام و نمود
دل کوخوش کرنے کی سب باتیں ہیں یہ رنگینیاں

آیئے جذبہ وہی اسلاف کا پیدا کریں
دین کی خاطر خوشی سے وقف کردیں اپنی جاں

بزم دنیا میں ہمارا نام پھر روشن رہے
پھر ہمارا تابع فرماں بنے سارا جہاں

مشعل رہ آل ابراہیم کا کردار ہو
تاکہ انورؔ ہو درخشاں بھی جہانِ ایں و آں

صوبائی جمعیت کی سرگرمیاں

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھر پور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہر ماہ الجماعۃ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

Published By
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna wala Compound, Opp. Best Bus Depot. L.B.S. Marg Kurla (W) Mumbai-70
Phone : 02226520077 / Fax: 02226520066